مثنوی نلدمن اردو

بعون صناع مکین و مکان فضل خلاق زمین و آسمان

مثنوی نلدمن اردو

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور مین بہ طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرون پہلے ادا حمد خدا کو
بنایا جسنے ہے ارض و سما کو

ہوا مین جسکے ہین برگ درختان
زبان بیزبانی سے ثناخوان

جہانتک مرغ رہتے ہین نواساز
اوسیکے عشق مین ہین نغمہ پرداز

محبت کا عجب ہے گرم بازار
کہ ہین سودے لیے اوسکے سب خریدار

محبت ہی سے مہر عالم افروز
پھرے ہے شرق سے تا غرب ہر روز

محبت ہی سے مقناطیس و آہن
بہم مل دونون ہوجاتے ہین یک تن

محبت سے سحر تک انجمن مین
سراپا شمع جلتی ہے لگن مین

محبت سے گل خورشید تا شام
نہین پاتا ہے اکدم دلکو آرام

محبت سے بیابان در بیابان
پھرا کرتا ہے آہو مست و حیران

محبت ہے زمین سے تا بافلاک
کہ اک ذرہ نہین ہے مہر سے پاک

محبت کا عجب محکم ستون ہے
تھما جسنے یہ قصر نیلگون ہے

محبت کی دلونمین لگی ہے لاگ
سمندر کو بجاے آب ہے آگ

محبت مین ہوا منصور سردار
کہا جسنے انا الحق تا سر دار

محبت سے پتنگا شمع پر آ
کرے ہے گل چراغ عمر اپنا

محبت سے کھڑا ہے سرو آزاد
محبت ہی سے ہے قمری کی فریاد

محبت سے ہے حیران نرگس باغ
محبت سے دل لالہ پہ ہے داغ

محبت سے ہے برنگ طرہ یار
رہے ہے پیچ مین سنبل گرفتار

بھرا ہے مہر سے ہی سینۂ سنگ
سدا نکلے ہے آتش لعل کے رنگ

پھنسی ہے عشق کے پھندے مین بلبل
ہوا ہے دام اوسکو رشتہ گل

زبس ہے کہربا کی طرف سے چاہ
زمین سے اوڑکے ملتا ہے پر کاہ

پلا ساقی مے الفت کا اک جام
کہ حاصل ہو بس اکی دور مین کام

قلم سے کرکے اول درفشانی
لکھون مین دل کا اسرار نہانی

سبب تالیف کتاب

سدا تھا مثنوی سے شوق مجکو
کہ تھا از بس سخن سے ذوق مجکو

جو دیکھا آج کل ہندی کا چرچا
ہوا دل ایکدن مشتاق اسکا

کرے ہندی زبانمین اسکو منظور
کہ عشق نل جو ہے عالم مین مشہور

اگرچہ فارسی مین سب بیان ہے
مگر طول اوسکی ہر اک داستان ہے

کھلے ہر اک پہ جو راز نہان سب
کرے تو مختصر ایسا بیان سب

رعایت سے کہے یہ نکتہ دانی
کہون خوش ہونگے سب اہل معانی

سخن کا جادہ تر دریا بہایا
اشارہ دلسے یون ملنے جو پایا

خدا کے فضل سے ایسا بندھا طور
نہین کرنا پڑا چندان مجھے غور

برآیا دلکا اس مطلب دکام
ہوا راحت سے اسکا سب انجام

جہانتک ہو کہ رہتے ہین سخنور
اونھین پر خوب ہے یہ حال اظہر

کہ پہرون فکر مین جستجو کہاوے
اگرچہ نکتہ چینی سہل ہی کار
کہ جسکا کچھ خطا ثابت ہوئی ہو
پلا ساقی مے گلگون مجھے اب
ہند سے سنتی ہین اوسکی تیز مضمون
عجب نزہت فزا ہندوستان ہی
غضب ہین بت وہانکے شوخ بیباک
وہ کافر زلف رکھتے ہین کہ تک تک
اگر اون جا گذر ہووے پری کا
نمونہ ہے مگر خلد برین کا
زبس ہی حسن مین یہ ملک نامی
کیا ایزد نے اس خوبی سے آباد
مصفا اوسمین کوچے خوشنما تر
در و دیوار سب دکانین یون ہین
ہزارون اس لطافت کے وہان باغ
موافق اسطرح آب و ہوا ہے
جو تھا اوس شہ کا ہر دم آسمان رام
کرے جب اپنے گلگون پر سواری
یہ کیا طاقت کہین مارے کوئی دم
نہ کھاتا خوف ہرگز شیر سے گور
غضب سے جب کمان ہو زہ پہ ما تا
جو شاید دیکھتا وہ طبع موزون
جہانداری مین کیا ہم سند جم
پری رویان عالم بندہ او
پڑی ہو رخ پہ کیا ہی زلف پیچان

تو شاید ایک مصرع راست آوے
مگر ہے شعرگوئی سخت دشوار
چھپاوین دامن بخشش سے اوسکو

جگر جب خاک ہوجاتا ہی جلکر
جنہونکا دل سخن سے آشنا ہی
سدا اس داستان سے خطا اوٹھاوین

بیان توصیف ممالک ہندوستان و مدح راجہ نل اورنگ نشین ملک اوجین

کہین زاہد کا دل لینے مین چالاک
پھنسے جسمین دل اسلام بیشک
کرے اقرار اپنی بے پری کا
کہ ہے رتبہ بلند اوس سرزمین کا
بجا ہی گر کرے کنعان غلامی
کہ رشک اوس سے سدا کھاتا ہی خوشنما
عیان ہو فرق جس سطر ذکر اندر
کہ ہون بیتونکے مصرعہ جون بلبر
کہ کھاوے رشک سے باغ ارم داغ
کہ دل ہر اک کا مثل گل کھلا ہی
کہین تھے ہند مین ایک نل نام
چلے تھی ہمعنان باد بہاری
برابر تھے وہان پر زال و رستم
لگرتا مور پیل دمان زور
عدو گوشے مین جا کوجی چھپاتا
خم غیرت مین جا چھپتا فلاطون
تھا شوکت مین سکندر سے کچھ کم
بجان مشتاق شیرین خندہ او
جسے ہو دیکھکر سنبل پریشان

دیا ہی حسن ایسا حق نے تمکین
جہان ایسے بتون کی ہو خدائی
عجب ملک ہی روی زمین پر
جو خوبی اوسکی سب تحریر ہوجائے
اوسی خطے مین ہی ایک شہر معمور
نمایان صف بصف ایسی عمارت
عجائب رنگ اور نقشے کا بازار
کہونمین شہر اوسکو یا گلستان
اگر دیکھے وہانکے حوض خوشتر
ملک سیرت وہانکا راج درتھا
محبت مین بہار شادمانی
کیا یون عدل سے عالم کو آباد
بجا تا دشمنونکا بھی ستم پیش
ترس تھی تیغ اوسکے وہم سے ہم
طبیعت اسقدر رکھتا تھا برتر
کرے تھا جبگھڑی گوہر فشانی
نہین تھا کچھ انھین کا تو نہین وہ ملی
مگر اوس چشم سے کھینچا ہی آزار
لب شیرین کو اوسکے دیکھ شیرین

سخن کا تب پتہ نکلے ہے جوہر
اونہونسے اب مری التجا ہی
تصور عیب جوئی پر نہ لاوین
کہو نہین جس سے رنگین داستان اب
سخن نکلے زبان سے جست موزون
کہ ہر شہر اوسکا رنگین بوستان ہی
لگے پا کو نہ پہونچے لعبت چین
کرین کیونکر روان سب جہبساتی
نہین کوئی ولایت اوسکی ہمسر
تو کاغذ تختہ تصویر ہوجاے
جسے کرتے ہین سب اوجین مشہور
مسلسل جیسے ہو رنگین عبارت
بھرے جسمین بہار خط گلزار
جسے ہو غنچہ دل دیکھ خندان
عرق سے چشمہ کوثر بھی ہو تر
فلک جسکے ہمیشہ مہر پر تھا
غضب مین جسطرح باد خزانی
اکھڑ دی یکقلم فتنے کی بنیاد
سدا رہتے تھے باہم گرگ اور میش
ظفر بھرتی تھی اوسکا دم بدم دم
زبس تھے سرنگون جس سے خرد مند
ملاتا خاک مین دنیا کا پانی
کہ تھا خوبی مین وہ مقبول آفاق
جو نرگس آج تک رہتی ہی بیمار
فدا کر دے او سیدم جان شیرین

کہین گرد دیکھتا چاہ زنخدان
پلا ساقی اب انگوری مجھے مے
بہانسے اے ندیم نکتہ پرداز
کہ تھا عالم مین نل ہرچند بیغم
زبس کہ ایک سے رکھتا تھا پرہیز
قضا نے آخرش ڈالا بلا مین
جو تھی اوسکو ہمیشہ خواب سے عار
عجب صورت کی اوسدم نیند آئی
نجانا کس پریکا ہی یہ افسوس
چلایا ہے یہ کس ساحر نے جادو
اوٹھے جب گرم تر شعلے جگر سے
اوسی نے دل کو سودائی بنایا
سحر کو تخت پر بیٹھا جو مغموم
جو یہ تشخیص مین ہر اک کے آیا
جو ہین چاہا کہ دیکھے نبض بیمار
سحر کے وقت مجکو رنج مت دو
مری خاطر نکر کچھ درد سر تو
کہ وہ بیمار آنکھونکا ہوا ہے
پھنسا ہی زلف مین بیدین دل
اسے اب حسن کی دوکان دکھاؤ
وزیرون نے سنا جو طرز بطور
رہے قایم ہمیشہ تخت اور تاج
طبیعت کیون ہمین ہے آج گیسو
کہ شیشے مین کیا جادو اوسی نے
اشارہ آپ کا ہو بیش یا کم

کنوئین مین ڈوب جاتا ماہ کنعان
سہی قامت وہ رشک سرو آزاد

آغاز شورش جنون نل در خواب و بیان گردن ندیم حسن دمن از راہ چارہ گری

مگر تا تھا کسی گل پر نظر تیز
پھنسایا یعنی اک زلف دوتا مین
رہا دل ہر رنگ شمع بیدار
کہ بیداری مین ہرگز کل نپائی
ہوئی جبسے مری حالت دگرگون
پلائی کسنے بیہوشی کی دارو
خیال آیا محبت کے اثر سے
اوسی نے شور خاطر مین اوٹھایا
وزیرون نے کیا حکمت سے معلوم
اوسی ساعت طبیبونکو بلایا
کرے معلوم جسمین دل کا آزار
یہانسے اوٹھکے اپنی راہ تولی
ابھی اس حال سے ہی بیخبر تو
مرض اوسکا نہایت لادوا ہے
کہ قابو مین رہا اوسکے نہین دل
کسی گلقند لب سے جا ملاؤ
پریشانی سے آئے غور مین اور
تفکر جی مین کیا ہی آپکے آج
لگے ہین کس لیے ابرو سے ابرو
ملا دین سرو سے نسرین کا پیوند
بہت اوسکے لیے کوشش کرین ہم

نہ کچھ سود یکی کرتا گرم بازار
کہ اک شب عیش مین لیتا تھا آنکھ
جب آدھی رات کا پھر وقت آیا
ملال ایسا ہوا خاطر مین پیدا
نمک چھڑکا ہی کسنے زخم دل پر
بہا کیون قلب دل سے ہی سبب خون
کہا یہ سب حرارت عشق کی ہی
ہوئی تھی بسکہ پیدا بیقراری
کہ کوئی عارضہ لاحق ہوا ہی
اونھوننے ایک تھا حکمت مین استاد
کہا نل نے کہ ای حکمت کے دشمن
عبث اوقات کو کرتا ہی ابتر
یہ سن اوستے اوسیدم ہو گئے ناچار
بھرا ہی سر مین اوسکے عشق سے شور
پڑا شیشے کے اوپر سنگ آخر
اگرچہ سب یہان ہشیار ہین ہم
اوسیدم متفق سب ہو گئے باہم
مخاطب ہے بھلا کس بات پر دل
اگر جی مین پریکا کچھ خلل ہی
اگر دل لے گیا ہی آدمی زاد
کہا ہی حال میرا سخت مشکل

اوٹھا تعظیم کو ہے جسکی شمشاد
کہ دل اوس دخت رز کی تاک مین ہے
ہوا ہے عشق کا احوال آغاز
ولے ڈرتا تھا وہ فتنے سے ہردم
نہ ہوتا جنس الفت کا خریدار
ہوا پیدا اوسے غم خواہ ناخواہ
یکایک خواب سے آکر ستایا
کہ اوسدم سے ہوا الفت کا شیدا
جو بیتابی نے آجی مین کیا گھر
چھپے مارا ہے کس ظالم نے شبخون
اسی نے بیقراری مجکو دی ہے
انھین باتون مین کاٹی رات ساری
نہین تو کونسی رنجش کی جا ہے
جسے کرتا فلاطون عقل مین یاد
تجھے معلوم کیا تدبیر کے فن
جنونکی رگ پہ کیا ماریگا نشتر
وزیرون نے کیا یون جا کے اظہار
بہت سا آجکل سودیکا ہی زور
جوانی نے دکھایا رنگ آخر
مرض سے عشق کے ناچار ہین ہم
کیا یون نل سے جا کر اے شاہ عالم
جہانکی نعمتین ساری ہین حاصل
تو اوسکے واسطے بہتر عمل ہی
تو ہے ہان بندگی ہر گول آزاد
کہون کس کس سے مین بیتابی دل

ہوا ہون اک کمان ابرو کا نخچیر
لگا کس ترک سے سینے پہ خنجیر
پھرا ہی طالع ہرا مجھسے زمانہ
اگر کچھ دن توقف ہو تو بہتر
یہان بھی ہین پری پیکر ونج نیک
نہ بس تھا دل مین اوسکے عشق کا شور
یہان پر دیکھئے تدبیر کیا کی
ادہنون نے بھی جو پایا یون اشارہ
مگر کوشش نہ باندھی سب نے ہا خندہ
رہے ہر کچھ دن بھی عاجز بیالنے
سناؤن کتبلک گذرا ہوا حال
عجب انداز ہین ادسکے نرالے
اگر دیکھے کہین اوس تنکو والتہ
ہزارون ہمسن اوسپر فدا ہین
ادا سے رخ پہ جو ڈالے سر آنچل
جو دیکھے برق دامن کی کناری
گندھی دلکش عجب ہے جعد معنبر
زری کا یہ مباف اوسمین ہے روشن
تہی مہندو فقط اوس لف پیچان
کہون کیا ہونٹون کی کا نہین تاب
اگر دیکھے ہلال اوس کی ابرو
وہ چندا اوسپر غضب جو لوٹتا ہی
نظر ہی یا کہ تیغ قاتل عام
گلاب ایسے وہ چھوٹے چھوٹے رخسار
کہان ہو پنچا لب شیرین کو گلقند

جگر مین چھپ گیا سوفار کا تیر
کھلا کس تیغ ابرو کا یہ جوہر
دکھایا یون ستم جو تھا سانہ
نہین تو ہو زبان اسمین سلر بسر
فزون حسن دادا مین ایک ایک
رہا اس گفتگو کو سنکے خاموش
نہ ہون گو زبان اسواسطے ہی
اسی حکمت سے ڈھونڈھا غم کا چارہ
ہوئین آنکھین نہ لیکن خواب سے بند
پھر اک بیٹھی جھوڑی زبانسے
کرون مین اب بیان کوئی بنا حال
کہ دیوانے ہوئے ہین عش ادسکے
کرے زاہد برہمن کی طرح چاہ
ادسی یمین صنم کے آشنا ہین
پری دیونکو کردیتی ہے بے کل
اوٹھا دی تاب کھا کر بیقراری
بھرے ہین پیچ در پیچ حسین سر اسر
شب یلدا مین جون کالی کا ہو سن
مسلمان بھی کرے قربان ایمان
ثریا کی لڑی سے لی گئی آب
نہ دکھلاوے کبھی پھر شترک و
ستم سارا کلیم اللہ کا ہے
پڑی جبدم اوسیدم گری کلام
کہ گل کھائے ہین ہردم دیکھکر خار
صفت مین جسکی ہون تیغ عرق اب بند

نہین معلوم ہے وہ کون میان
فقط اس بات سے مجبور تر ہون
ادھنون نے پھر کیا یون عرض کالفنا
عیش ہی بحر غم مین جی ڈبانا
ملے نزدیک جسکو نازنین حور
بلا کے ایکدن محرم گئی ایک
کہ وہ غنچہ کہین باغ بہلانے
سنائے ہر پری زر کے قبالے
دیا پائل سے جب آیا طلق
کہ اے عالی خرد شاہ جہاندار
عجائب حسن کا گھر یہ دکن ہے
مگر اک ماہ رو ایسی وہان ہی
بنائی ہے جو دلکش زلف سے دام
بلادین اسطرح کیون عشق سے رو
وہ رنگین خوشنما ہی اوسکی پوشاک
بنے معشوقے کیا ہر ایک اعضا
جو ناگن ایک بھی خم دیکھ پاوے
عجائب ناگ ہے اوس دلستا کی
عجب اوس سر کی نورانی جبین ہے
لس اوپر ہے قیامت طور بالا
وہ آنکھین مست نرگس چشم آہو
لگاتی ہی غضب مژگان وہ تیر
وہ بینی صفحہ رخ پر الف سی
بیان کیا کیجئے تنگی دہن کی
حلاوت اسقدر کام و زبان مین

کیا ہی مرغ دل پر تیغ بیداد
کہ اوسکے نام سے مین بیخبر ہون
ہوئی ہمدرد بیمائی ہی آگاہ
گہر اسطور کا مشکل ہے پانا
تجسس مین پھری کسو اسطے دوس
ہو تھے وہ ہور کے ہمدم کئی ایک
کھلے گا خود نسیم داستان سے
کر آئے نیند اوسکو ایسی بہانے
نہ نکلا کچھ زبان سے کام مطلق
رہے اقبال تیرا دمبدم یار
کہ گلر ویوسے اک رنگین چمن ہے
کہ جسکا مشتری سارا جہان ہی
دکن کہتی ہین سب اوس ترچ سی نام
وہ ہندو زلف ہندو چشم ہندو
کہ ہی گل اوسکے آگے پیرہن چاک
عجب ہی بدن اوسکا سراپا
ہزارون بجلی سے پیچ کھاوے
کہ خوبی گرد کی کہکشان کی
اہرق اوسکی چمک سے نرگین ہے
ہوا ہے حسن کا عالم دو بالا
پھر اسمین سراسر عین جادو
نہین جھوڑا اسلاست کوئی نخچیر
ہوئی جب سے فزون یہ اوسکی خوبی
نہین جسمین ہے گنجائش سخن کی
کھلا ہی قند گویا اسپ ہا تمین

جماوٹ منہ میں ہے دانتوں کی ایسی
تکلم میں عجب گوہر فشان ہے
غلط گردن کی ہے مینا کی تشکیل
گلے میں سرخی پان خوشنما یون
زمرد کی وہ ہیکل خوشنما یو تر
قیامت ہے سے عالم دوش بر دوش
نظر کا دخل ہو دے اوسپہ کیونکر
بندھے ہے بازو پہ جوشن ابا ہین سے
کلائی اور بھی سب سے غضب ہے
حنا ہاتھوں میں اوسکے شوخ ایسی
وہ پنجہ جسپہ جی دے اپنا مرجان
ملایم اسقدر سارا شکم ہے
غضب چلنے میں بل کھاتی ہے ہر بار
اب آگے سے نہایت شرم کی جا
بہت جب فکر سے محنت اٹھا دے
سرین کا لیسکہ ہے عالم نرالا
دو چند اوس سے عجب زانو کا عالم
جو دیکھے اوس کی ساق سیمین
حنائی دیکھ اوس گل کی کف پا
زبس ہے خوبصورت وہ گل اندام
مگر کچھ دلنے وہ شیرین شمایل
پلا ساقی شراب کامرانی
عجب کچھ عشق ہے غالب جہان پر
ہمیشہ عشق ہے گبر و مسلمان
الٰہی کیا اثر رکھتا ہے یہ نام

مسلسل ہو کے گر نے چرن موتیونکی
تبسم میں بہار گلستان ہے
کہ ہوتی ہی نہیں اس جا کی تمثیل
مے گلگون ہو شیشے میں عیان جون
فدا ہو سبزہ گلزار جس پر
کہ ہر اک دیکھ ہو جاتا ہے بیہوش
کہے تعویذ جان بازو کے اوپر
کھلے عقدے جو نکلے ہاکین سے
نہیں معلوم کیا اس میں سبب ہے
کہ گر دے دم میں تو سرخی شفق کو
ہلال عید ہو ناخن پہ قربان
کہ نرمی میں نہ کچھ قاقم سے کم ہے
کہ تار زلف ہی اسکو گرانبار
نہ کام ہو جانہ بان کا نے قلم کا
تو شاید اندکے تہ اوسکی پاوے
کیا ہے درجہ پائین کو بالا
صفت میں اوسکی کیا بارے کوئی قلم
یہ آدی اوسکو بیتابی ہی تسکین
تلا کرتے ہیں ہر اک ہاتھ اپنا
پڑا ہے عشق سے ہر ایک کو کام
محبت کی طرف رہتی تھی مایل

مسی سے اور بھی رونق دو چندان
بھرا شربت سے ہے چاہ زنخدان
بیاض صبح دم ظاہر یہان ہے
یہ خوبی اوس میں ہے چنپا کلی کی
جڑا ہے کیا نگ جلبو میں ایسا
بغل سے کچھ نہیں نسبت سمن کی
زبس لعل و گہر سے خوشنما ہین
تصور جسکا ہو نچا ساعدون پر
کہ جنے دیکھی اوس گل کی کلائی
عجب میں دست بند اوسکے جہانگیر
رکھے کیا تازہ تر سینے پہ دو سیب
رگ گل سے وہ نازک کمر ہے
بھنور ہے حسن کے دریا میں کیا خوب
بیان سے دور اندام نہانی
وہاں بیدخل جو باد صبا ہے
کرون کیا اوسکی زانو کا میں اوصاف
کہ دیکھ آئینہ جس کی خوشنمائی
عیان فندق سے گھر گھر چلنے دھوم
چلے جب ناز سے وہ سرو قامت
جہانتک ہیں جہان میں سب جہاندار
کسی کا دل نہیں رکھتی تھی تصویر

گھٹا میں جیسے ہو برق درخشان
نہو دل اچھا دمین کیون اوسکے حیران
سفیدی اسقدر اوس میں کہان ہے
کہ ہو چنپے کی حالت بیکلی کی
خواص ہفت کشور ہول جسکا
کہ ہو خوشبو دہان ساری چمن کی
ہزارون نو رتن کے جان فدا ہیں
دیا دل ہاتھ سے بیتاب ہو کر
نہ اوسکو بیکلی سے پھر کل آئی
کہ ہر اک کو کیا ہے پابہ زنجیر
نہ پہونچا جسپہ کچھ ہاتھونکا آسیب
کہ حیران موشگافونکی نظر ہے
کہ دل لاکھوں گئے ہیں ناف میں ڈوب
کرے راحت وہان کیا نکتہ دانی
نہیں غنچے کا منھ ابتک کھلا ہے
کہ ہے نور لطافت سے بہت صاف
ملا دے خاک میں اپنی صفائی
کہ لیوے پنجۂ مرجان قدم چوم
اوٹھے خلخال سے شور قیامت
ہوئی ہیں گوہر جان سے خریدار
الٰہی کون ہے اوس بت کا دلبر
کہ آیا زور پہ عشق جوانی
کہ رکھتا ہے عمل ہر ملک جان پر
فدا کرتے رہے ہیں دین و ایمان
جو ہیں شیخ و برہمن اسکے سب رام

فریفتہ شدن نل غائبانہ بر جمال دلفریب دمن و پرسیدن از کیفیت مقام آن غارتگر دلہا و بیان کردن ندیم سرگذشت او

یہ لیتا ہی کئی انداز سے دل
دہن کا حسن اوسنے کیا سُنایا
حباب اپنی جو بہار ہلکا پایا
میسر ہو کہان اسقدر کا صنل
وہ کس بحر لطافت کا گہر ہے
کہا اوسنے مخاطب ہو کے فی الفور
وہان اک تاجور عالی گہر ہی
زبس نے گوہری رنج پاتا
سنبھالین تخت اک دو شاہ کیونکر
خدا سے روز و شب کرتی دعائین
کسینے یون کیا اک روز اظہار
اگرچہ حسب ظاہر وہ گدا ہے
جو شہ اوس پیر کی خدمتمین جاوے
یہ پھولا مثل گل اوسکا بدن سب
یہ کہتا تھا کہ آخر روز کب ہو
گیا دن آرزو مین جب گذر سب
ملا سر کو غبار آستان پیر
نہین اس سے ہوا بالکل مخاطب
مخاطب پاکی بس اوسکو سبک تر
ہوا درویش اوسدم یون گہر سنج
اگر اسبات مین ہو تو رضامند
کہ دی تجکو خدا نے بادشاہی
جسے بخشا ہی حق نے تاج و افسر
مسافر کی سدا خاطر کیا کر
سنے ہر وخت مظلومونکی فریاد

گئی اس سے ہزارون خواہش دل
کہ سودا اور سودی مین بڑھایا
نہایت خوف خاطر مین سمایا
ملے جو درد سر سے پھر مجھے کل
کہ دل سنکر مرا بیتاب تر ہے
نہین کچھ آپ اسمین کیجیے غور
کہ جسکے نام سے عالم خبر ہے
سدا اس چاہ مین آنسو بہاتا
رہین اک سیج مین جو ماہ کیونکر
کہ ہم بھی کچھ جہان سے پھل اوٹھائین
کہ اک درویش ہی کیا نیک کردار
حقیقت مین ولیکن بادشاہ ہی
تو بیشک ہی مراد دل بر آوے
کہ تنگی سے ہوا اشق پیرہن سب
ملون جو راتکے پردہ مین اوسکو
ہوئی پیدا جہانمین ظلمت شب
کہ تھا رتبہ فلک سے اوسکا برتر
رہا بس اپنی ہی مطلب کا طالب
قدم پر عاجزی سے رکھدیا سر
کہ حق نی بخشے ہین تجکو بہت گنج
گوارا کان مین کر گوہر پند
رہے سر پر سدا ظل الٰہی
سبھون سے مرتبہ اوسکا ہی برتر
غریبون کو ہمیشہ زر دیا کر
نہو جسمین ستم سے ملک برباد

نہ تھا عشق از دیدار خیزد
اوٹھایا نل نخشو رعاشقانہ
کہ ہوگا کس طرح اب رنج زائل
تامل اس طرح سے دیر تک کر
بہت سے شہر ہین سنگین دکن مین
دکن مین ہی جو بندہ شہر معروف
تھا آگے جو اوسکے کوئی فرزند
نہ بالو دو ستری کھتا تھا باہم
جو تھی وہ نیک ستی لیس خفادار
طلب کرتی سدا وہ ماہ پارہ
بدنپر خاکساری سی ملے خاک
دعا دی اوسنے جسکے حق مین اکبار
اوسے فرزند کی بہتی تھی لین چاہ
خبر کیا ابن سیہا دم کی پائی
خدا دست کرم سے اپنے کسم
جہان رہتا تھا وہ پیر جوان بخت
وہلے درویش اوسدم حسب معمول
سحر نے جیکہ دم مارا صبا سے
دو زانو پھر الگ بیٹھا ادب سے
یہان آنیسے حاصل تجکو کیا ہی
غرض یون چھیڑ کر اوسنے روایت
نہین تجھسا کوئی نادر بشر ہی
کہ یہ پایہ ستون آسمان ہی
رعیت پر ستم ہونے نپاوی
کیا جو عدل سے دل خوش جہانکا

لبا کین دولت از گفتار خیزد
ہوا افسون کسیکا غائبانہ
بڑھیگا ہی یہ دن دن درد بالل
کہا اوس نکتہ دان نے کا سخنور
وہ گل رولق فزا ہی کس چمن مین
نہایت حسن امر خوبی مین معروف
رہا کرتا تھا دام غم مین پابند
کہ بے نطفی رہے جسمین نہ ہردم
رہا کرتی تھی دائم اوسکی غمخوار
زمین پر آسمان سے اک ستارہ
کناری شہر کے عالم سے ہی پاک
ہوئی آسان ہزارون کار دشوار
ہوا جسوقت اس ثمر دیسے آگاہ
تن بیجان مین گویا جان آئی
رکھے زخم جگر پر پیرے مرہم
گیا مسکن مین اوسکے چھوڑکر تخت
عبادتمین خدا کی تھا جو مشغول
بلا یا شہ کو بانگ معبا سے
جدا لب کو کیا لیکن نہ لب سے
فقط تحفہ نصیحت یا دعا ہے
سنائی پند نامے کی حکایت
کہ ہر تدبیر و حکمت سے خبر ہی
اسی سے خلق و عالم کو بال ہی
کوئی فتنہ سے جی کھونی نپاوے
ابھی تک نام ہی نوشیروانکا

نہ ہرگز کاروان کا دل ستا دو
جو قارون پا کی زر بھولا خدا کو
کرے حکمت سے عالم کا سرانجام
کہ جسمیں خلق اور خالق ہو دلشاد
اسی ڈھب سے مخاطب ہو کے یکچند
کیا شہ نے اوسیدم یہ تصور
نصیحت جو کہ کی ہے بیٹے تجھ سے
ذرا اب اپنی آنکھیں بند کر تو
دیا اکبار گی کھول اوسنے جب دم
اوٹھا ہستی کا جو اکبارگی جوش
نہیں تھی راستی پاؤنکی تقدیر
حمل سے یعنے اک خورشید یکتا
ہوئی شہ کو دوبالا شادمانی
جب آیا سال سیوم پر خوشی سے
کہوں کیا اونے بونکا میں تماشا
ہوا جب اسطرح ہر اک کو وسواس
کہ آہا کیا درست آئی ہے تحریر
کہ یہ کچھ اوسکی قسمت میں لکھا ہے
ہوا پھر کچھ دنوں میں اوسکا شہرہ
نگر ہی ہاتھ آنا اوسکا دشوار
ہوا یہ شوق سے بیتاب اوسدم
بنایا اکیدم اوسدن لسے آرام
جدائی سے نہایت مضطرب ہو
ادا سے اکیدن اے غیرت حور
چھپے راتو نکو آئے غیرت دہ ماہ

جرس کیطرح جو فریاد لادے
خزانہ لے گیا تحت الثری کو
نکالے خلق کی تدبیر سے کام
کریں سب نیکنامی سے تجھے یاد
رہا گوہر فشاں پیر خردمند
کہ دو فرزند ہیں اور ایک دختر
نہونا اس سبب سے ترش مجھ سے
نہاں ہے کچھ قدرت حق پر نظر تو
نظر آیا عجب جوبن کا عالم
ہوئے دونوں اوسی ساعت ہم آغوش
نشانہ پر اوسیدم لگ گیا تیر
ہوا برج خلافت سے نمودار
بہت عالم میں کی گوہر فشانی
ہوئی پیدا عجائب ایک دختر
کہ اوسکو دیکھتا تھا جو کوئی آ
گئے لیکر اوسی درویش کے پاس
بنائی خوب ہی دلچسپ تصویر
خدا کی جو رضا ہے سو بجا ہے
کہ ہے اک خوبصورت رشک زہرہ
کہ وہ خود اک صنم کی ہے خریدار
کہے تو بنگیا سیماب اوسدم

نہ پہونچی بے سبب دہقان آزار
اکیلے ہضم ہوتا ہی نہیں مال
تجھے لازم جہان کی پاسبانی
جہان سے جب اوٹھا دی عمر کا ساز
دیے پھر اوسنے درویشو اور اک سیب
کہا پھر پیر نے صد آفریں ہے
نہیں ہے معجزہ یہ تلخی پند
جو پایا پیر سے ارشاد اسطور
کہ یعنے آپکو دیکھا محل میں
صدف پر ہو مخاطب ابر نیساں
ہوئے جسوقت پورے نو مہینے
نہیں ایسا لگو گذرے تھی دو سال
در دل اسطرح سے کر دیا باز
نہ دختر اختر ہی از برج شاہی
نکلتا تھا یہی اوسکی زبان سے
جو دیکھا پیر نے اوس دلربا کو
گھڑی اک دیکھ قدرت کا تماشا
بتا کر پہلے سب آغاز و انجام
ہوئی سب مشتری اوسکے شہنشاہ
کہوں کیا اوسکے گھر کا اب میں احوال
خوشی سے کشور دل ہو گیا آباد

لگا رونے وہ ہر دم کشت پر زار
پھر آخر کو یہ سمجھا ہی پامال
اسی میں صرف کر نقد جوانی
کریں افسوس سے ایک آواز
مٹایا دل سے اوسکے غم کا آسیب
سجا ہی ہے اسمیں کچھ بھی تک نہیں ہے
کہ رکھتی ہے نہاں شیرینی قند
کیا آنکھوں کو اپنی بند فی الفور
اور اون پانوں کو بھی پا بالفعل
ہوا قطرہ لئے آخر گوہر افشان
دکھائے دن فراغت سے خوشی نے
کہ پیدا پھر ہوا اک ماہ تمثال
کہ بخشش سے ہوئے محتاج بے آز
فروزاں گوہری از درج شاہی
کہ زہرہ گر پڑی ہے آسمان سے
سراہا خوب نقاش قضا کو
بتایا حال اوسکا پھر سراپا
دمن پھر اوس پر لکار رکھ دیا نام
ابھی تک بلکہ اوس سے دیکھی ہے چاہ
دمن کا سن چکا جسوقت سے حال
کیا فوج الم نے آکے برباد
رہا ہر دم فغان و آہ سے کام
پڑھا کرتا تھا اکثر اس غزل کو
ابھی تک ہوں اوس نشے سے اوسکے مخمور
رہوں کبتک تب ہجر السے رنجور

غزل

دکھا عاشق کو اپنا جلوہ نور
نکالا خوب دل لینے کا دستور

پلائی تھی جو شب تو نے مے عشق
پلا اب دے شربت دیدار مجکو

ترے بن ای پریرو شیشۂ دل
زبس ہون تیغ ہجر سے دل افگار
خدا کیواسطے راحت کے ایجان
پلا اک دو زرا سے ساقی مے ناب
نشے مین اوسکے ہو مست و شتاب
دلون مین ہی عجب الفت کی تاثیر
اوٹھایا جو کہ عاشق نی وہان غم
وہی باطن ہا سر خون تھا اوسکا
ہوئی اوسکو یکایک نل کی پر چاہ
کسے یہ حسن مین ہی شوکت و جاہ
لگی رکھنے نہان اپنی مقابل
کہ ہی اوس بت کی تصویر و شکل
صنم کا سنکے سب غم سب پرستار
لگی کہنے یہ اکدن اوس سے دایہ
فغان کرتی ہی کیون بلبل کے مانند
تجھے ای گل نہین تنگی روا ہی
فغان کیواسطے غلغال ایسی ہی
جو اپنی ہوش مین اوسکو نپایا
جہانتک شہر مین عامل تھی ہشیار
اونھون نی دم کیا ہر چند افسون
خواصین پھر دمن کے پاس آیکر
ہوا آخر گمان سبکا اسی پر
سمجھ کر آخرش الفت کا رنجور
پلا ساقی دوبارہ ساغر مل
محبت کا بڑا ہے سخت آزار

ہوا سنگ الم سے سر بسر چور
بہا کرتا ہی ہر دم خون ناسور

شب فرقت مین بیتابی سی ہر دم
کسی سن وصل کا رکھ آکے مرہم

مبتلا شدن دمن بہ دام عشق نل و خواب و نصیحت کردن دایہ

کرون تاثیر کا کچھ حال تحریر
صنم پر ویسے ہی گذرا سہان غم
دل غمدیدہ بھی محزون تھا اوسکا
زلیخا کو ہوئی یوسف کی جون چاہ
جو پائی شور دل تاک سے مراہ
کہ جسمین صبر سے ہمدم رہی دل
پرستش جسکی کرتے ہین برہمن
زمین حیران ہی مانند نقش دیوار
پڑا ہی کس لیکا تجھپہ سایہ
گریبان چاک ہے کیون گل کے مانند
دہن کے واسطے تنگی بجا ہے
عبث غوغا ترا شل جرس ہی
تعجب اوسگھڑی دایہ کو آیا
بلائے بیشتر ہستی کرکے اکبار
رہی وہ بت مگر الفت کی مفتون
نئے انداز سے نئے رنگ لائین
کہ ہے یہ نازنین مائل کسی پر

کہ نل جس را کے بیکل ہوا تھا
اگرچہ روز و شب وہ لالہ رخسار
تعجب مین ہا کرتی تھی ہر دم
ستم کسنے کیا ہی ملک جان پر
غرض جسکی طرف سی تھی تاثیر
پرستارین جو تھین گھر مین وفادار
مرا بھی لگ گیا ہی دم سیان اسیر
کیا جب عشق نی اوسکو بہت تنگ
جو تھے رخسار تیرے ارغوانی
پریشانی نہین تجکو مناسب
ملا دل پر کسی ڈھب سے گرانی
بہت کی گرچہ اسنے سعی تقریر
کیا یکبارگی دل مین تصور
کہا ایسی کرو تدبیر تم سب
کمر باندھی بہت افسونگری پر
سخن سے گرچہ کی تکرار سب نے
ہوئی ہی شرمگین آنکھونکی بیمار

آگاہ شدن پدر دمن از فتنہ انگیزی عشق و صلاح جستن از ندیمان و نصیحت کردن مَن دمن

جلا کرتا ہون مثل شمع کافور
بندھے زخم جگر کا جس سے انگور
تغافل اب نرکھ خاطر مین منظور
کہ ہون لی من چاہ مین تیرے بیتاب
کرون اک شمع رو کا سوز اظہار
دمن کا بھی لیوسی ڈھب ماجرا تھا
رہی سر سبز ظاہر مین حنا وار
کہ کیونکہ ہے مرا احوال برہم
ہوا ہے دخل کسکا اس مکان پر
مرقع سے منگا کر اوسکی تصویر
انھون نے اسطرح کرتی تھی اظہار
دل و دین دونون مین قربان اسپر
بدن کا زعفرانی ہو گیا رنگ
ہوے ہین آجکل کیون زعفرانی
پریشانی تری زلفونکو واجب
مبارک چشم کو ہو ناتوانی
رہی وہ چپ مگر مانند تصویر
کہی شاید کوئی آسیب اسپر
کہ کھولے منھ کو اپنے وہ شکر لب
چلا جادو نہ لیکن اوس پری پر
نکھولے لب مگر اوس غنچہ لب نے
اسی سے ہی سخن کرنیمین ناچار
رہے ہر اکدم واکر نیسے مجبور
کہ پھر تجھسے کہو نہین حال بالکل
سنو یا رب کوئی اسمین گرفتار

نہین چھپتی ہر دلہن عشق کی لاگ
خسک مین کیا چھپاویگا کوئی آگ
خدا جانے یہ کیا کرتا ہی نیرنگ
کہ چہرے کا اوڑا دیتا ہی سب رنگ

دمن کا کچھ دنون تک یہ رہا طور
کہ پنہان سب سے اوٹھائے عشق کے جور
نہ بتلایا کسی سے راز اپنا
نچھوڑا ظاہری انداز اپنا

رہی ہر چند صورت کو بنائے
مگر کب عشق چھپتا ہی چھپائی
خواصو نہین جو تھی اک رمز ساز
ہوا ظاہر کسیدن اوسپہ راز

بہت جب دیکھا دم بیتاب پایا
چھپے بانو سے یون جا کر سنایا
کہ رکھتی ہی دمن سودا کسیکا
سمجھتی کچھ نہین کہنا کسی کا

نہ وہ تن مین توانائی رہی ہی
نہ وہ چہرے کی زیبائی رہی ہے
نہ کچھ زیور سے رکھتی ہی سروکار
کہ ہی بس ضعف سے اوسکو گرانبار

سدا رکھتی ہی غم سے چشم نمناک
نظر مین اوسکی ہی اب توتیا خاک
وہ ہنسنا بولنا جاتا رہا سب
کلی کی شکل رکھتی ہی بند ہے لب

نہ کہتی ہی کسی سے راز اپنا
کیا ہی آہ کو دمساز اپنا
غرض ہر وقت وہ ماہ دل افروز
گھٹا کرتی ہی کلفت سے شب و روز

سفر عشق کی ہی اوسپہ تاثیر
کہ ہر دم دیکھتی ہی نل کی تصویر
وہ صورت کر گئی ہی نقش دلبر
اوسیکا ہی اوسے ہر دم تصور

کبھی جو دیکھئے ہوتی ہی بیہوش
چھپا لیتی ہی اوسکو کھول آغوش
جو ہین غفلت سے پھر ہوتی ہی ہشیار
مقابل دیکھتی ہی رکھکے ہر بار

کرو اب اوسکی خاطر جلد تدبیر
نہین اس امر مین واجب ہے تاخیر
سنا جسوقت بانو نے یہ احوال
خبر دی جا پدر کو اوسکی فی الحال

ندیمون کو بلا اونسے اوسیدم
کیا ظاہر دمن نے عشق کا غم
کہا کیا کیجئے تدبیر اسکی
کرو ہر اک تم اب تقریر اسکی

اگرچہ عشق یہ خوش ماجرا ہے
مگر اک اسکی رسوائی بلا ہے
اوڑیگی جب خبر اندر سے باہر
جہانمین ہوگی بدنامی سراسر

نہایت خوب ہی موقع سی یہ بات
چلے جسمین نہ پھر کچھ عشق کی گھات
محبت کا مرض ہوتا ہی بیطور
نہین اسکے سوا کوئی دوا اور

اونھونے یون زبان کھولی سخن سے
کہ نسرین جو ملے اب نسترن سے
ندیمون نے یہ سنکر اونسے تقریر
کہا کیونکر کرون پھر اسکی تدبیر

کہ ہی اوس ماہرو کا کیا ابھی سن
پڑے ہین جو رشادی کی بہت دن
غرض اسمین نہ کچھ دیکھا جو حاصل
ہوا اندر محل کے جا کے داخل

دمن کو اپنے زانو پر بٹھا کر
لگا کہنے کہ ای فرخندہ اختر
پریشان کس لیے رہتی ہی ہر روز
فغان کرتی ہی کیون شام سحر روز

نکر دنیا سے تو جلدی طلب کام
کہ اپنے وقت پر ہوتے ہین سب کام
نہ کھو بے فائدہ اوقات اپنی
سنبھالی رکھ جہانمین بات اپنی

جو یہ درد نہان دلمین اوٹھا ہی
فقط یہ ہی اسکی خوش دوا ہی
جہانمین بسکہ یہ عشق ستمگار
نصیحت سے سدا کرتا رہا عار

پدر کی گفتگو اوسکو نہ بھائی
کدورت اور بھی خاطر مین لائی
نصیحت سے دمن کو دیکھ بیزار
گیا تقدیر پر وہ چھوڑ ناچار

بڑھا اوس روز سے سودا دمن کو
لگی غم سے گھٹانے سب بدن کو
جنونکی بھولکر ناموس کی راہ
بلاتی نل کو ہر دم کھینچکر آہ

کہ ہی یہ برتعلق سی کیا شتابی
یہ ہی سب جذبہ نل کی خرابی
بھلا دل عشق سے کیونکر اوٹھاوان
کشش سے اوسکی جب بنتی ہی یادمن

لگی لانے جو باتین یون بنا پر
کھلا راز نہان آخر جہان پر
کوئی جبتک نہ ڈالے آگ پہ عود
اوٹھے خوشبو کا اوس سے کسطرح دود

خوشی سے ساقیا مجکو شتابی
مے گلگونہ سے بھر دے اک گلابی

داستان نل

کہ ہین پی دختر رز دل پہ جو داغ
نہین آتی ہی خوش کیفیت باغ
کہون پھر نل کا احوال پریشان
کہ کیا کیا وہ رہا فرقت مین حیران

محبت ہی وہ جس روز سے تن
گیا چہرے کا بالکل رنگ و روغن
کیا جو ضعف نے غلبہ بدن پر
ہوا نالان قلم سے ناتوان پر

ہوا اک دن بہت جب غم سے بیزار
گیا اوسنے مکانسے قصد گلزار

جو بین دیکھا گل و بلبل کو یکجا
ہوا دل غرق خون حسرت سے اوسکا

جو دیکھا سرو سے قمری کو باہم
اوٹھایا بیکلی سے نالۂ غم

پڑا جسدم گل لالہ نظر مین
ہوا داغ جنون تازہ جگر مین

اونھونکے دیکھکر رنگین پر و بال
کہا یہ نل نے صیادونسے فی الحال

عجب ہے مرغ سب رنگین ادا ہین
کہ ظاہر مین نہایت خوشنما ہین

اگرچہ اوڑ گئے سب مرغ رعنا
مگر اوسمین پھنسا اک مرغ دانا

کہ مین بھی اک اسیر ناتوان ہون
جہانکے باغ مین بے آشیان ہون

مرا ہمجنس تھا اک یار غمخوار
نہایت نیک سیرت اور وفادار

ہوئی اک تو گران اوسکی جدائی
قفس سے دوسرے مشکل رہائی

کہ ملنا غم بیچارے سے کیا ہے
ستانا بے پرونکا ناروا ہے

کہا نل نے کہ تو خود ناتوان ہے
تجھے اسطور کی طاقت کہان ہے

فرشتہ پر نمارے جس مکان پر
اوڑے کیونکر وہان پر مرغ بے پر

ولے وانتک مین چل سکتا ہون اکثر
ترا جس شہر مین رہتا ہے دلبر

تری الفت کی ایسی داستان ہے
کہ ہر اک کو سدا ورد زبان ہے

اگرچہ مین نہایت بے ہنر ہون
ولے سب عشقبازونسے خبر ہون

کرون شاعر سے دعوی ہمسریکا
پڑھون خط عقل سے جن و پریکا

یہانسے خط دمن کو جلد پہونچا
زبانی اور دونگا تجھکو پہونچا

گیا تھا باغ مین اس آرزو سے
کہ ہوگا مغز تر پھولونکی بو سے

گیا جسوقت نرگس کے مقابل
ہوئی تکلیف حیرانی کی حاصل

نظر آئی اوسے جب سنبل تر
گرا سنبل کے اوپر پیچ کھاکر

اسی حالت مین تھا وہ عاشق زار
کہ واں پر آگئے کچھ مرغ اکبار

کہ لاکر دام سبزے پر بچھاؤ
کسی ڈھب سے انھیں پھندے مین لاؤ

اونھون نے جسگھڑی یہ حکم پایا
اوسیدم جال حکمت کا بچھایا

ہوا جسدم قفس مین وہ گرفتار
لگا کہنے سخن یہ کھول منقار

عبث زخمی پہ ہی خنجر چلانا
ستم ہے اور بسمل کو ستانا

گیا وہ تو نکل پھندونسے فی الحال
ہوا یہ دام میرے جی کا جنجال

ندے آزار اے صیاد مجکو
کہ اب بہر خدا آزاد مجکو

اگر اس قید سے پاؤنگا آرام
خوشی سے مین بھی آؤنگا ترے کام

وہ نکلے کام کب اک مشت پر سے
جو ممکن ہو نہ ہرگز زور و زر سے

ہوا پھر مرغ زیرک یون سخن ساز
کہ مین ظاہر مین ہون ہرچند بے ساز

سنا مین نے ہزارون کی زبانی
کوئی عاشق نہین ہے نل کی ثانی

جہانتک بلبلین ہین اس جہان مین
حکایت کر رہین ہین بوستان مین

مجھے حق نے ہنر ایسا دیا ہے
کہ ہر اک علم سے واقف کیا ہے

جو چاہی تو خبر اب اوس پری کی
تو دے خدمت مجھے نامہ بری کی

جب اوسنے نل کو یہ مژدہ سنایا
خوشی سے غنچۂ دل کو کھلایا

شتابی ہاتھ مین لیکر قلم کو
لکھا اسطور سے نامہ صنم کو

نامہ نل بدمن

کہ اے آرام جان بیقراران
تسلی وہ دل امیدواران

کرون کیا داستان عشق تحریر
زبان کو ہی نہین یارا تقریر

ہوا ہے گل بدن وقت از دماغم
شدہ بوی چمن دود چراغم

جدائی سے لبون پر میری جان ہے
تجھے لازم مسیحائی یہان ہے

کہ اس بیمار کو یہ طب عجب ہے
مفید اسکو فقط عناب لب ہے

کہ یعنے دیکھکر یہ حالت زار
تری الفت کا پتلا ہین بیمار

رہے تجھپر بہار حسن ہر دم
نہ ہو باد خزان سے تازگی کم

یہان جسدن سے مجکو ہی پریرو
ملی باد صبا سے تیری خوشبو

یہان تک ہوگیا دل رام تیرا
کہ ہی ہر دم زبان پر نام تیرا

مجھے جو دیکھتا ہی غم سے مضطر
کہے ہے درد دل سے چشم تر کر

مرے جو ہمنشین ہین یار غمخوار
اونھونکی اور ہی رہتی ہی گفتار

مجھے اسبات کی حیرت بڑی ہی
کہ دنیا مین ہی یا رب عشق کیا شے

نہ تھا واقف کبھی اس نام سے مین
سدا رکھتا تھا کام آرام سے مین

اوٹھی افسوس یہ آتش کدھر سے
نکلنے ہین جو یہ شعلے جگر سے

کرون کیا ناتوانی اپنی تحریر
ہوا ہون سو برنگ کلک تصویر

غم فرقت سے ایسا ہ دل افروز
برابر سال کی کٹتا ہی اکروز

شب اندوہ مین بستر پہ اکثر
رگ گل کی کیا ہی کار نشتر

مجھے پیدا ہوا یہ عشق کس طور
سدا الفت کا ہی معمول اس طور

کہ دیکھے شمع کو جب انجمن مین
چلے پروانہ تب اوسکی لگن مین

کہان جبتک نہ دیکھی چاند شبکو
یکایک آپ سے ٹکڑے نہین ہو

یہان دل پیشتر سے غائبانہ
ہوا ہے تیر مژگان کا نشانہ

تری صورت سے جب سے لگا دل
پھرا ہے بت پرستی سے مرا دل

ہوئین جیسے رگین تن کی نمودار
نہ کچھ زنار سے اب ہے سروکار

کشش کرنا نہ اے دلبند مجھسے
کہ ہے بہتر ترا پیوند مجھ سے

لے اگر صنوبر سرو سے جب
چمن مین لطف ہو کچھ اور تیری

بجا نرگس کی ہمخوابی چمن سے
بجا نسرین کی صحبت نسترن سے

عبث ہے اب زیادہ اس سے تکرار
جواب نامہ بس ہے مہر دیدار

اسی انداز سے نامہ جو لکھکر
دیا عنبر چھڑک سب حاشیہ پر

لفافہ مین شتابی کرکے پھر بند
کیا اوس مرغ کے بازو سے پیوند

پلا ساقی مجھے گلگون کا اک جام
کہ لاتی ہے صبا اوس گل کا پیغام

ہوا جب دم قفس سے مرغ آزاد
اوڑا اکبارگی اوجین سے شاد

رسیدن مرغ در شہر بندر یلک دمن گذرانیدن نامہ نل و نوشتن جواب نامہ نل متضمن شیفتگی خود بانل

چلا بندر کو یون سیدھا وہان سے
سبک جون تیر جاتا ہے کمان سے

ہوا کے زور مین وحشت سے گھبرائے
کہ خط بازو کی جنبش سے نہ کھلجائے

جب آپہونچا دمن کے قصر پر وہ
لگا کرنے روان یک نظر وہ

کہ اب انداز لیکر اوس حرم کا
تماشا دور سے دیکھون صنم کا

قضارا اوسگھڑی وہ لالہ رخسار
محل مین کر رہی تھی سیر گلزار

دمن کو اوسنے جو پایا چمن مین
بلندی سے فرود آیا چمن مین

خوشی سے پھولکر بس گل کے مانند
اوٹھائے چہچہے بلبل کے مانند

جو تھے ہمجنس اوسکے یار دمساز
ہوی گلشن مین سارے جلوہ پرداز

کبھی طوطی کی صوت کھول منقار
سخنگوئی مین ہوئی اٹھی شکربار

کبھی طاؤس بھی نہرونکے اوپر
خوشی سے ناچتے تھے پر اوٹھاکر

کبھی صحن چمن مین چل کر ایکبار
چلے تھین خوش برنگ کبک کہسار

کبھی بلبل سے ہوئی نغمہ پرداز
کبھی پھر بولتی قمری کی آواز

ہوئی وہ اس ادا سے شکوہ گر جب
نظر آئے دمن کو ناگہان جب

اوڑے چہرے سے ہوش اوس گلستانکے
کہ ہین یہ مرغ تو کس بوستان کے

نہین معلوم کس گلشن سے آکے
یہان جو اسطرح سے رنگ لائے

اسی تشویش مین تھی وہ شکرلب
کہ وا لسے اوڑ گئے اکبارگی سب

ولے وہ نامہ بر گلشن مین تنہا
وہان جون طائر تصویر ہر جا

نچھوڑا اوسنے جب اک دم چمن کو
ہوئی حیرت اور حیرانی دمن کو

کہ کسکی تاک مین ہے یہ نظرباز
نہین جو باغ سے کرتا ہے پرواز

یہان بیٹھا ہے یہ کس آرزو مین
محبت ہے اسے کس گل کی بو مین

جو دیکھا طور اوسکا عاشقانہ
بڑھی آگے وہ آشوب زمانہ

جو مین چاہا کہ مین نزدیک جاؤن
کسی تدبیر سے پھندے مین لاؤن

یکایک اوس جگہ سے مرغ ہشیار
ہوا آتے ہی اوسکے گرم رفتار

جدھر جاتا لپک وہ دشمن بال
اودھر جاتی دمن بھی اوسکے دنبال

ہوئی جولان بس وہ غیرت ماہ
خواصون سے نہ پہونچی کوئی ہمراہ

ہوئی عنقا صفت جب شکل اغیار
کہا اوس مرغ زیرک نے کبک رفتار

قدم آہستہ رکھ اس گل نے بیچ
کہیں روتے نہ لپٹے سنبل تر

کرائی بہر خدا کچھ دیر آرام
کہ مین خود قید ہون بے دانہ دام

کوئی دم اس جگہ پر دم جو تومار — دکھاؤں عاشق بیدل کو طومار
اسی انداز سے پہلے زبانی — جدا بانو سے کی شکر فشانی

کیا ہی بیکلی نے جو اوسے تنگ — نہایت آج کل ہی رنگ برنگ
زمین سے پھر لیا یک آپ اوٹھاکر — دمن کے ہاتھ پر بیٹھا سبک تر

کہا یہ خط جو بازو پر بندھا ہی — شتابی دیکھ اسمین کیا لکھا ہی
یہان کرتی ہی تو سیر چمن زار — وہان دنا ہی غم سے عاشق زار

زبس رہتا ہی ہمدوش الم وہ — ہوا ہی نل سراپا نال قلم وہ
غرض جاتی ہی اوسکی عشق مین جان — خبر کر دی اب آگر اسکے تو جان

یہ سنتے ہی دہین وہ ماہ پیکر — زمین پر گر پڑی بیہوش ہو کر
جو اک دم مین پھر اندر ہوش آیا — خواصونکو اشارے سے بلایا

کہا اس باغ سے ہٹ جاؤ سب — کہ مین اک مرغ کی ہون گھات مین اب
اودھونے حکم جب پایا دمن سے — گئین باہر نکل جلدی چمن سے

ہوئی جب وہ صنم غیرونسے آزاد — گئی اک سرو کے سایہ مین ناشاد
وہ اپنے مرغ سے نامے کو لیکر — پڑھا اول سے آخر تک سراسر

پھرا خط سوز دل سے اسقدر تھا — نہان ہر حرف مین گویا شرر تھا
جو تھی ہر بیت سے دل کیطرف راہ — ہوئی پڑھنے سے اوسکے اور ہی چاہ

کیا جب دل مین ہر جا بیت نے گھر — ہوے لخت جگر آنکھونسے باہر
سمجھ کر نل کی آخر اضطرابی — لکھا اوسنے جواب خط شتابی

نامہ دمن بسوے نل

کہ اے نو بادہ باغ وفائی — نمود تازہ رسم آشنائی

فلک پر جب تلک ہی مہر انور — رہے روشن ترا طالع کا اختر
کرے دائم جہان مین بادشاہی — کہ ہر زیبا تجھے عالم پناہی

لکھون کب تک قلم سے شوق بسیار — کہ ہی اسکی نہایت طول تکرار
ملے گر خضر کی بھی زندگانی — نہ ہو مجھ سے ادا ہرگز زبانی

اسی سے وصل پر موقوف رکھکر — جھکاتی ہون قلم کو مدعا پر
کہ وہ نامہ جو تھا الفت کا دفتر — لکھا تھا اشک افسوس سے سراسر

ہوا میرے لیے سودا کا دیوان — کہ پڑھنے سے ہوئی بیکل مری جان
جگر مین دیکھنے سے اوسکے فی الفور — جنون کا داغ تازہ ہوگیا اور

کہون کیا حال اپنا اے دل افروز — کہون کس کام مین مشغول ہر روز
نہین کچھ آج کل کا ماجرا ہے — سبب جسکے دل اپنا مبتلا ہے

سدا جو دیکھتی ہون تیری تصویر — پڑی ہے صبر کی پاؤن مین زنجیر
نہ رکھتی روبرو گر نقش تیرا — نہایت تنگ ہوتا حال میرا

کیا ہی عشق نے از بسکہ بدنام — ملامت کرتے ہین خاص او عام
نصیحت سب سناتی ہین جو ہر روز — نمک چھڑکے ہین گویا زخم پر روز

مگر جو سوز الفت سے ہوا خاک — جلاویگا کوئی پھر اوسکو کیا خاک
جنھونکے عشق سے سینے مین ہے چاک — ہمیشہ رشتہ و سوزن سے ہے پاک

وہان تو ہو رہا ہے بلبل زار — یہان مین شکل گل ہون ہمدم خار
پری کی طرح گر ہوتے مرے پر — پہونچتی اوڑکے مین تیرے محل پر

نہین ہو گرچہ ظاہر مین ہم آغوش — تصور مین ہین لیکن دوش بر دوش
اوٹھاتی ہون جو ہر دم نالۂ غم — عجب ہے مجھکو حیرانی کا عالم

مجھے سب دیکھکر ہر وقت ناشاد — کیا کرتے ہین دلسوزی سے فریاد
نہین کیونکر شب فرقت مین بیتاب — کرے ہے گرمئ خورشید مہتاب

گئی جون شمع نیند آنکھونکی بالکل — ہوا ہی خار تجھ بن بستر گل
کیا ہے عشق نے از بسکہ دلگیر — سراپا بن گئی ہون غم کی تصویر

ترے ساحل سے بھی بہتر ہی پرہیز — کہ مین ہون تشنہ لب بحر لبریز
الٰہی دیکھئے وہ دن کب آوے — تعلق جو شب غم کا چھڑاوے

لگا سینے سے اپنے اے سمن بر — کرون سینہ ترا گلزار ہنسکر
لپیٹون زلف مین ہر تار تیرا — بڑھاؤن شوق دل ہر بار تیرا

شراب وصل سے شربت پلاؤن — خمار بادۂ غم کی مٹاؤن
ہوس ہی جسطرح کی تیرے دلمین — یقین ہو ویسی ہی ہو تیرے دلمین

مجھے اب بھول او جانان سجاتا
ادھی سے باندھکر بازو پہ فی الحال
کہ طائر اک یہان ہی کیا خردمند
سو وہ اکبار گی مجھسے بچا گھات
بلا ساقی مے الفت کا اک جام
جو پایا مرغ نے نامہ پر ایسے
دیا جسوقت نل کو نامۂ یار
دمن کے باپ نے جب یہ بساط
کہا افسوس دو مہرونکا بیدھ
گیا جو چار خانہ مین کہین شاہ
زمانے کا بہت ہی حال ابتر
فراغت سے رہے ہر وقت خوشحال
اگر اس روز سے مہرہ گذر جای
جہان کرتا ہی جولان اسپ نیرنگ
نئی بازی بچھاتا ہے یہ دایم
جہان تک تھے نجومی اور رمال
کہا جس روز ہو عالم مین نوروز
ہوا جب اسطرح سے عہد محکم
لکھون احوال ہشتین داستان مین
روان ہر اک طرف کر قاصد و نل
کہ ہے روز فلان شادی کی تقریب
خبر یہ سنکے ہر اک وقت میعاد
نظر گر جب ہو جاتی تھی مائل
پلا ساقی مجھے صہبای گلرنگ
مہ و خورشید اب ملتے ہین باہم

اگیسدن اسطرف تشریف لانا
گیا اوس مرغ کو بس فارغ البال
ہوا جسوقت نامہ لکھکے تیار
دہانسے آپ اس حیلے سے اکبار

رسانیدن نامۂ دمن بانل وخبر یافتن پدر دمن نامہ وپیغام ومقرر کردن ساعت شادی برای دمن

چلا اوڑتا ہوا چابک تر ایسے
ہوی مضمونسے اوسکے سب خبردار
ہوا پیدا اوسے شطرنج کا غور
پڑا ہے درمیان اردب غضب اب
رہیگی پھر نکلنے کی نہین راہ
کرون شادیکی ساعت اب مقرر
کریدلکو نہ پیل غم سے پامال
جنون پھر صاف بازی بردکر جائے
بساط عیش ہوجاتا ہی وان تنگ
نہین رہتا ہی اک حالت پہ قائم
کئے یکجا وہین بلوا کے فی الحال
نہایت ہی وہ ساعت نیک فیروز
بلایا قاصد ونکو پھر اوسیدم
رسوم ہند تھین جو جہان مین
خبر دیتا تھا نسبت کی سبھونکو
سحر سے بزم عشرت ہوگی مرتب
پہونچ کر تھے وطن سے اپنے دلشاد
گلے مین ڈال دیتی تھی حمائل

خوشی سے جلد کوشش کسدو چندان
گئی اوڑکے خبر یونہی دم مین ہر سو
سمجھکر عشق سے آگے خرابی
چلون کس فکر و منصوبے سے ہیہات
چھپے یہ شہر خہ کس نے لگایا
کہ رخ الفت سے پھر جاوے دمن کا
غرض سب سے یہی ہے بات بہتر
جہاں مین عشق بھی سنگین بلا ہی
پریشان شہسوارونکو پھر اکر
ندیمون سے جو پایا حکم اسطور
فراہم ہو کے سارے عقدہ پرداز
اوسیدن بے تامل دیکھ کر کو
کہ ہین جس جس قلمرو مین شہنشاہ
ہوا منظور یہ منظور بالکل
پہونچکر جون صبا سے تیز رفتار
تمنا ہو جسے اوس گلبدن کی
نکل پھر شمع رو پردے سے باہر
اوسیکے ساتھ پھر ہوتی تھی منسوب

رفتن نل بہ شہر دمن بامید وصال باساز وحشمت وشب در آغوش عروس اقبال کردن دمن

نکالا کاکل مشکین کا اک تار
اوٹھی پھر ابرسان روتی ہوئی زار
کیا تھا مینے کس حکمت سے پابند
گیا باہر نکل ہاتھونسے ہیہات
کہ آیا ہی درستی پر مرا کام
گیا او جبین مین وہ بال افشان
نہین چھپتی ہی جیسے مشک کی بو
بلایا ہمنشینون کو شتابی
نبچے جواب یکایک اسجگہ بات
دمن کا دل جو یون گھبرا اوٹھا
بھلا سے طور سب دیوانہ پن کا
کہ اب فرزین ہے شہ کی برابر
بہت لوگونسے سر رخ کیا ہے
پیادے سے کیا ہی اسنے کمتر
ہوے تدبیر مین مصروف فی الفور
ستارونکا غرض معلوم کرکے
کرو خورشید سے باہم قمر کو
کرو ہر اک کو اس رخ دلسے آگاہ
کہ ہو اب قند مین آمیزش گل
کرے تھے اسطرح شہر و نمین اظہار
کرے اگر رونق انجمن کی
پھرے تھی گرد محفل کے سراسر
اگر ظاہر مین ہو بد شکل یا خوب
کہ خوش آئی صداے بربط و چنگ
چلے بس رات دن ساغر مدام

ا بانل و باز آمدن نل بشہر خود

جہان مین جبکہ آیا موسم گل
چلی گلشن مین پھر باد بہاری
پری رویون نے گلدستے بنائے
زمانے مین بہار آئی جو اسطور
کیا چلنے کا وہ تیار سامان
وہ حلقے ہاتھیون کے خوشنما تر
پری رو سیکڑون جینی پرستار
نئے خیمے تھے گلدوز لیسے تیار
زری کے سیکڑون تھے خوش انداز
بہت اور ہاتھیون پر مال و اسباب
ہزارون عنبر سارا کے انبار
اوٹھی آواز نقارے کی جب دون
کوئی آواز دیتا ہو کے مسرور
نکل اپنی رکانسے بے تحاشا
یہان تو عشق سے رہتا تھا بیکل
نہ دیتا ایک دم آرام پر دل
قدم چابک سے ہین گھوڑونکی ایسے
زبس عاشق تھی کوشش سفر مین
تحمل آخرش اپنا دکھاتے
کھنچے تھے ہر طرف جو نقش رنگین
بچھے تھے فرش زرنگار رنگ معقول
یہ اوٹھتی چنگ سے آواز دلکش
زبس تھی دلنشین وہ شہ نشین جا
ہوئی جب یہ خبر ہر اک کو معلوم
اوسی دم جلد وہ ماہ دل آرام

درختون پر ہوئی پھر سبز کاری
نئے انداز سے پھر رنگ لائی
ہوا دل عاشقونکا جوش پر اور
رہے جسکی صفت مین عقل حیران
پڑین زربفت کی جھولین سراسر
ہنر کے کام مین خدمت مین ہشیار
نئے صحرا جنھونسے رشک گلزار
قناتونسے بنے رنگین نئے تار
سمور و قاقم و دیبا و سنجاب
بیابان در بیابان رشک تاتار
ہوا اکبارگی جنبش مین گردون
رہے شاہ جہانسے چشم بد دور
چلے پیر و جوان بہر تماشا
اودھر سے تھی شہر کے اندر کہان کل
چلا جاتا تھا بس منزل بمنزل
شتابان ابر مین ہو برق جیسے
دکن کچھ دنکے بعد آیا نظر مین
چلے بندر کے آگے زر لٹاتے
نظر آتا تھا وہ سجا تختہ چمن
کہ بلبل دیکھکر جاوے چمن بھول
کہ آجاتا تھا ہر اک کو وہان غش
ہوا نل اوس جگہ پر رونق افزا
تماشے سے اوٹھی چارونطرف دھوم
لگی دالانسے اوڈھکر لب بام

چمن سے جو اوڑی خوشبو جہان مین
ہوئے جو بار در نخل ثمر دار
یکایک دیکھ سرسبزی چمن کی
ہزارون اسپ گلگون عنبری مو
غلامون کی ہزارون خیل زیبا
زر و لعل و گہر کے بیقدر گنج
تکلف چاندنی کے فرش بہتر
جواہر سے مغرق بس عماری
تھے عنبر عود و صندل سیکڑون من
چلی اس لطف سے جسدم سواری
نقیبونکے کھلے القابسے لب
بجے لشکر سے جو باجے خوش آواز
ہوا ایسا ہجوم خلق اوسدم
سواری شہر سے جون باہر آئی
رہے نزدیک جب ان جون شہر بندر
سبک تر اس طرح جاتا تھا لشکر
جو ہین دیکھا سواد شہر دلدار
گیا تھا شہر مین کچھ تھوڑی ہی دور
بہار ایسی تھی خیمے کی نمودار
مہیا ہر طرف اسباب عشرت
لگی جو شمع روشن تھی انجمن مین
جہانتک تھی پری رو شوخ طناز
سنا جسدم دمن نے مقدم یار
پڑی اوس مہر طلعت پر نظر جو

ہوئی نغمہ سرا عشرت سے بلبل
طراوت آگئی ہر مغز و جان مین
کھلی ہر مرغ کی شادی سے منقار
ہوئی نل کو ہوس سیر دکن کی
صبا رفتار ہنگام تگاپو
سخن مین مثل طوطی سب شکر خا
کہ ہو تقریر سے عاجز سخن سنج
کھنچی تحریر زر کی حاشیون پر
وہین سنجاب کی پوشش تھی بھاری
معطر زعفران خرمن بخرمن
ہوئی حاصل چمن کو شرمساری
بڑھے سب جا بجا آگے مؤدب
ہوا عالم خوشی سے سب نئے اساز
کہ کثرت سے ہوا کا دخل تھا کم
عنان عاشق نے گھوڑے کی اوٹھائی
سماتی تھی خوشی بس دل کے اندر
رواں ہو موج جون دریا کے اندر
ہوا افزون سرشک چشم اکبار
کہ دیکھا اک مکان شادی سے معمور
کہ جون موسم مین گل رہتا ہے گلزار
کھڑے تھے چارونطرف ارباب عشرت
لگائی اور بھی آتش لگن مین
ہوئی سب گرد اوسکے جلوہ پرداز
ہوئی یکبارگی مشتاق دیدار
رہی ذرہ کی صورت منتظر وہ

نہ پھیرین نرگسی آنکھیں ادھر سے
خدا جانے فلک کیا رنگ لاوے
مہیا کر کے محفل کا سر انجام
تامل کی نہین پھر تاب لائے
ملے ہر اک رخ گلگونہ پہ غازہ
قضا را ایکدن وہ پاکدامان
جہان بیٹھا تھا نل یکبارگی چل
یہانتک کی صفت اوسجا دمن کی
دمن زلفونمین پھر مکھڑا چھپا کر
ندیمون نے بہت بیکل جو پایا
جسے ہووے میسر مفت مین گنج
غرض جب دیکھتے تھی اوسکو غمگین
جسے ہو درد سر فرقت کا ہر دم
ہوا شادی کی محفل کا سر انجام
اوٹھی باجونکی یہ آواز خوشتر
عجب نقشی کا شاہانہ بچھا فرش
ہوئی جسدم نہایت گرم محفل
کیا ایسا کرشمہ دلبری کا
گلے مین بے تامل ڈالکر ہار
یہان سب اہل محفل ہو گئے دنگ
پڑا عالم پہ جسدم پردہ شام
ہوئی اوس سے عجب رونق محل مین
دلہن کو پھر برابر لا بٹھایا
محل اغیار سے خالی جو پایا
چلایا شوق سے جلد تر ہاتھ

ہوئی تصویر سان حیران نظر سے
گلے سے کسکے اوس گل کو لگاوے
اسیرونکو دیا شادی کا پیغام
وطن سے اپنے سب بندر مین آئے
دکھائے اپنا اپنا رنگ تازہ
ہوئی ناگاہ پردیسے خرامان
دکھایا اپنی خوبی کا تماشا
کہ بھولا نل خبر اپنے بدن کی
گئی پردے مین دیوانہ بناکر
تسلی دے کے مسند پر بٹھایا
خرابی سے اوٹھا دی کسلئے رنگ
اسی تقریر سے دیتے تھے تسکین
نہین صندلیسے ممکن ہو کہ ہو کم
چلے سب دیکھنے کو خاص اور عام
کہ آئی چرخ سے زہرہ زمین پر
ملا جیسے زمین کو رتبہ عرش
دمن نکلی مکان سے اپنے خوشدل
کہ سبکو ہو گیا سایہ پری کا
دیا ساری قبیلونکو وہین بار
ہوئی حالت سے اپنی اسطرح تنگ
برائے عاشقونکے وصل ہی کا کام
کئے تو مہر تھا برج حمل مین
دولی کا اک قلم پردہ اوٹھایا
ہوس نے بس قدم آگے بڑھایا
پڑا پہلے انار تازہ پر ہاتھ

یہان بیتاب تھا اس فکر مین نل
وہان دلمین پری آدس نازنین کا
خبر جو تو قاصدون نے جا سنائی
جدا آراستہ کر انجمن کو
ابھی اسکی نہین اونکو خبر ہے
چلی یون ناز سے دامن اوٹھاتی
خواصین جو کہ تھین ہمراہ دہیا
گیا دل سے قرار و صبر بالکل
رہا نل ویسا ہی بیتاب اوسجا
کہا اے آپ کیون ہوتے ہین بیکل
محبت مین دمن بھی مبتلا ہے
مگر نل ویسا ہی رہتا تھا رنجور
برنگ شمع جلتا تھا سراپا
ہوا دن کیا مین سہائی سدنکا تحریر
ہر اک سو بج رہا تھا بربط و چنگ
جہانتک تاجور آئے تھے اوسجا
خرامان سب پریرونکے ہمراہ
ادا سے الغرض دامن اوٹھاتی
شتابی رسم شادی کی ادا کر
کہ جون فانوس مین ہو شمع انور
خواصین نل کو باہر سے بلاکر
غرض تھی ہند مین جو رسم معمور
وہین جب ہو چکین رسمین ادا سب
ہوئی عاشق کو یعنی بیقراری
اوسے کچھ دیر تک سستی مین ملکر

کہ ہو گی کسطرح مشکل مری حل
ہوا خوش نل کہ آئیسے بہت سا
سبھون نے دھوم آنیکی مچائی
لگے دینے ہوس بننے دمن کو
کہ مفتون وہ پریزاد ہر پہ ہے
کہ ہر اک بیکلی سے غش مین آئے
ہوئین تعریف مین مصروف اکبار
ہوا اکدم کا بھی مشکل تامل
بنا ہے سیم تن سیماب اوسجا
ملے ہے وہ پریرو آج یا کل
نہین مطلق اب اندیشہ کی جا ہی
بھلا شبنم سے ہولیا تشنگی دور
کہ آپہونچا یکایک دن لگن کا
زبانسے ہو نہین سکتی ہے تقریر
جدھر دیکھو اودھر تھا راگ اور رنگ
ہوئے درجے بدرجے رونق افزا
گئی مجمع کے اندر جیت دناگاہ
گئی نزدیک نل کے مسکراتی
چھپی پردے مین پھر وہ ماہ پیکر
رہے پروانہ باہر غم سے مضطر
گئین لے پردۂ عصمت کے اندر
کیا پہلے بجا سب نے بدستور
گئین ہٹ سامنے سے جا بجا سب
گران گذرے تھی اوسکو انتظاری
جھکا پیچھے سے پھر عناب لب پر

مزا پیتے کا لیا کر پھر دمن سے
اگرچہ اوس طرف سے تھا تغافل
یہ نقشہ دیکھ دونو کلبد نہیں
جو تھا الماس اوسکا سخت مائل
ہوا چہرے پہ مہتابی کا عالم
سحر کو جبکہ مہر عالم آرا
جدا ہوئی بھی اپنے دلربا سے
پنہائیں خلعتیں وہ رنگ و رنگ
غرض کر اسطرح سکو سرافراز
فراغت سے سدا بے رحمت غیر

اوٹھائیں لذتیں سیب ذقن سے
ولیکن اسطرف سے کیا تساہل
جلا کی شمع غیرتے لگن مین
ہوا اکبارگی نرمی سے مائل
گیا بالکل وہ بیتابی کا عالم
ہوا چرخ برین پر جلوہ فرما
گیا محفل مین پھر خلوتسرا سے
جو مارے دامن گلزار پر چنگ
اوٹھایا پھر سفر کا جلد تر ساز
لگا کرنے بہار حسن کی سیر
فلک نیرنگ بازی پر پھر آیا

ملی لذت جدا جب ہر ثمر مین
لگا کر شاخ سیمین کو کمر سے
ہوا نیسان صدف مین جمع گہربار
بدن تھا رخ جو شنجرف کردار
رہا دلدار سے لیکن ہم آغوش
کیا باد صبا نے عزم گلشن
قدم رکھ مسند شاہی کے اوپر
ہوا یہ درفشان اوسدم زمین پر
خوشی سے اوسکو گھر مین لایا
پلائے ساقیا اک جام بھر اور
پریشان نل کو صحرا مین پھرایا

شتابی ہاتھ کو ڈالا کمر مین
دیا بوسہ دبس خرمائے تر سے
پرونے سے ہوا اسکا کہ ناچار
کیا زردی نے اوسکو کہربا وار
کہ تھا باطن مین اوسکے دلیسا ہی جوش
ہوئی پھر پھول پر بلبل نوا زن
کیا ممتاز ہر اک کو سراسر
کہ نیسان کو قمین کر دیا تر
مکان اپنا پریخانہ بنایا
کہ ہو اس دور کا اب اور ہی دور

شورش جنون نل و درباختن ملک و مال بقرعہ کجبازی حریف یعنی برادر خرد وز او یہ گزیدن بدشت ہمراہ دمن

لکھوں کیا چرخ کی نیرنگ سازی
دمن کو لیکے نل جبدن سے آیا
رہا جب ایک مدت تک یہی حال
گئی یون تازگی اوسکے بدن کی
طبیبون نے بہت گرچہ دوا کی
دیے سو سو طرح کے گرچہ جلاب
لگا کرنے فلک پھر کج خرامی
نہین کوئی رہا غمخوار اوسکا
کہا اک روز اوسنے نل سے جاکر
اگر راغب طبیعت ہو نہ اوسپر
نہین کچھ آپکو ہے نقد کا غم
نجانا دشمن جان یہ ہوا ہے

نہین اک رنگ ہو کھیلے ہر بازی
نہین اوسکے سوا کچھ اور بھایا
یکایک پھر گیا سب ملک و اقبال
خزانہ نہین جیسے ہو حالت چمن کی
ندیکھی کچھ مگر صورت شفا کی
ہوئی اکدم نہ کم لیکن تب و تاب
جہانہین ہو گئی بے انتظامی
ہوا گھر مین سے آخر فتنہ برپا
کہ تنہا بیٹھے ہین آپ آکر
تو کھیلا کیجیے کچھ دیر چوسر
کہ دریا ایک قطرے سے نہو کم
سراسر مکر یہ تو نہین بھرا ہے

کبھی گل پھوٹتے ہین بوستان مین
دیا سب سلطنت کا چھوڑ معمول
کہ یعنی زور پر سودا ہوا ہے
اوٹھا گرمی کا سر مین اسقدر جوش
ملی ہرگز نہ اوس بیمار کی نبض
رہے سب آخرش حکمت سے ناچار
ہوا گردش مین یون دور ستمگار
جو دیکھا کام اب ہوتا ہے ابتر
اسی سے دلکو ہے بیتابی رنج
کرین خوشدل بہم بازی لگاکر
زبس تھا زور پر اوسوقت سودا
کہا یہ شغل بہتر ہے نہایت

کبھی برباد ہوتے ہین خزان مین
اوسی سے بس رہا کرتا تھا مشغول
بھلے چنگے سے مجنون بن گیا ہے
کہ بیتابی سے باہر اوڑ گئے ہوش
نپائی عشق کے آزار کی نبض
ہو اس عارضے سے دست بردار
کہ دشمن ہو گئے سب یار اغیار
کمر بھائی نے باندھی دشمنی پر
بجا ہے شہ کی خاطر شغل شطرنج
کہ کر دیتا ہے زائل رنج کو زر
ہوا سنتے ہی نل مشتاق اوسکا
مجھے یہ طور خوشتر ہے نہایت

محبت کیا کہ ہم تم اک جگر ہین
اور ایکی نخل کے دونون ثمر ہین

جہان اسد مصعب کا ہو اخلاص باہم
وہان کیا نقد کے جانیسے ہو غم

یہ کہکر پھر وہین چوسر منگائی
ندامت مفت مین پر اوٹھائی

حریف اس فن مین تھا عیار و پرکار
دغا کے کھیل سے بس تھا خبردار

لگا اپنے تئین پہلے ہرانے
رہے جسمین مخاطب اس بہانے

جو تھا نل بازی دورانسے غافل
لگایا کھیلنے مین اور بھی دل

نہ تھی انجام سے اپنے خبر کچھ
نظاری پہ تھی اوسکی نظر کچھ

پھر آخر اوسنے یہ حکمت لڑائی
کہ نل نے ایک بھی بازی نہ پائی

دیا ایسا فریب جادوانہ
کہ دم مین لے گیا سارا خزانہ

جہانتک گھر مین تھا اسباب پور
نچھوڑا ایک بھی خس کی برابر

لگا کر ملک بازی مین سراسر
کیا سب ایک ساعت مین برابر

جو اوستادونے آگے شکل دی
کہ تھی ہار ہوتی ہی جوے کی

گیا جب ہاتھ سے ملک و خزانہ
ملامت کو اوٹھا سارا زمانہ

ادھر نل اپنی حالت مین گرفتار
ادھر فتنے پہ وہ مائل ستمگار

دیا اک بارگی لوگونسے فرمائے
کہ نل اس ملک سے باہر نکل جائے

نہین محبوبکا ہے اس ملک مین کام
کہ دیوانہ کو ہے جنگل مین آرام

اوٹھا اس حکم سے شور قیامت
چلے کرتے ہوے سارے ملامت

علم کر برق سی ہاتھونمین تلوار
بنائی ہر طرف لوہے کی دیوار

نکال آئی اوسے اوجین سے دور
چمن سے کر دیا بلبل کو مہجور

دمن کھتی ایک اوس غربت مین ہمراہ
دیا تھا ہمدم اوسکا نالہ و آہ

کوئی اور دوسرا آنے نہ پایا
فلک نے دیکھئے یہ دن دکھایا

وہان بھائی سے تو اکثر اوٹھائی
ملامت دوسرے دنیا سے پائی

کف پا گل سے جو پاتے تھے آزار
چبھے اوسمین ہزارون خار پر خار

پڑے جو سیکڑون گرمی سے چھالے
قدم رکھتے تھے آہستہ سنبھالے

اوٹھائی روز کیا کیا رنج و اندوہ
کبھی پانون تلے صحرا کبھی کوہ

کبھی چلنے سے جو مجبور ہوتے
تو یہ کہتے اور اپنی جان کھوتے

کہان کرتے تھے باہم سیر گلشن
کہان پھرتے ہین اب مجنونسے بن بن

کہان تھا فرش مخمل کا میسر
کہان اب ہے خس و خاشاک بستر

کہان کھاتے تھے گھر مین نعمتین سب
کہان کھانے لگے خون جگر اب

کہان خدمتکو تھی ہر ایک مشتاق
کہان اب خود ہوے محتاج آفاق

بدلتے تھے کئی اک دنمین پوشاک
جو اب اک پیرہن ہی اوسمین ہو چاک

پلا ساقی شراب روح پرور
خلل آئی نہ جسمین مرغ دل پر

کہ ہے اب فتنہ پردازی ایام
بچھاتا ہے نئے انداز سے دام

عجب دیکھا جہانمین عشق کا رنگ
کہ ہر ساعت بدلتا ہے نیا رنگ

جیسے پھندے مین اپنے لا پھنسایا
جہانکی کام سے اوسکو چھڑایا

اندر اخلتن نل دام پیرہن بر طائر و پرواز کردن مرغ با پیرہن و ماندن او در صحرای خارزار و پر آفت

اسے ہین اسطرح کے یاد افسون
کہ لیلی کو بنا دیتا ہے مجنون

ہزارون عاشقونکی شکل فرہاد
گئی ہے جان شیرین اسمین برباد

کیا کیا نل کو آخر ایسا حیران
کہ صحرا مین لگا پھرنے پریشان

نہ کچھ کھانا میسر تھا نہ پینا
ہوا دن رات غم کھا کھا کے جینا

شکم سے بھوکھ کی گرمیکے یاری
نکلتے دم کے ساتھی بس شراری

رہی جب کچھ دنونتک بیخور و خواب
زمین پہ گر پڑی وہ ماہ بیتاب

دمن کا دیکھکر احوال ابتر
کہا نل نے کہ اے فرخندہ اختر

پڑی اسطور سے بے صبر کیا ہے
ہمارا بھی یہان رازق خدا ہے

بصبر اندر صدف باران شود در
بصبر از لعل و گوہر کان شود پر

بصبر اندر رحم یک قطرہ آب
شود نہ ماہ را ماہ جہانتاب

یہی کرتا تھا باتین دلربا سے
کہ اوترا ایک مرغ اوسجا ہوا سے

نتھی جو بھوک کی طاقت دمن کو
بدن سے کھینچ اپنے پیرہن کو

برنگ دام پھینکا مرغ پر جلد
اوسے بھی لے اوڑا وہ تیر پر جلد

عداوت کی تھی بیہودہ سے ساتھ
ملا کر حیف سے دندان اب ہاتھ

مرا دل اسقدر ہے غم سے بیزار
کہ جو تجکو نذر دون ہو سزاوار

زمانے کا ذرا اب دیکھیے رنگ
لگا کیا دمبدم کرنے لگا تنگ

ملا ساقی مجھے اک ساغر مل
مگر بہر خدا اندک تامل

کہا ہنسکر کہ اے صیاد ناداں
کئی تھی تیز تو نے مجھپہ دندان

نہ رکھ لیکن ہوس اب پیرہن کی
کہ اب تو خاک ہے پوشش بدن کی

یہ کہکر اوڑ گیا وہ مرغ عیار
دیا ہرگز نہ پھر جامہ کا اک تار

ہوا طائر بھی حق میں اوسکے رہزن
کیا عریاں سراپا مثل سوزن

کہ قابو میں نہیں اب دل مرا ہے
تپش میں ماہی بے آب سا ہے

یافتن نل دو ماہی بر کنار رود و باز زندہ شدن آنہا و پیوستن با دریا و بیقرار شدن نل و دمن از گرسنگی

بطرز چرخ من ازبسکہ نیرنگ
جہاں میں روز لاتا ہے نئے رنگ

رہا دل موافق نل سے اسطور
پھر آخر دیکھیے کیا کیا کیے جور

نہ دیکھا جب کسیکو وانپہ غمخوار
چلا آگے دمن کو لیکے ناچار

لیے جا اوسکو پہلے خوب روئے
پھر اسکے بعد باہم ملکے سوئے

گئے نزدیک جب اوسکے قضا کا
ہوئیں دو مچھلیاں اونکو نمودار

کہا نل نے دمن سے کہ اے سمن بر
سفر کا دیکھ تو احوال ابتر

ہوئے جب سے جدا اپنے مکان سے
پڑا ہے کام اس ریگ رواں سے

کیا جسوقت ان باتونکا چرچا
جلا دل آتش غم سے دمن کا

نہ کر برباد ناحق نقد جان کو
ابھی ہے آزمانا آسمان کو

ملا ہے رزق اندک اسپہ خوش ہو
اوٹھا کر ہاتھ میں ان مچھلیونکو

یہاں سے میں قدم جلدی اوٹھاکے
ابھی آتا ہوں دریا سے نہاکے

دمن جو ہیں اوٹھا کر مچھلیونکو
چلی اکبارگی آگے قدم دو

رہی حیران دمن اس ماجرا سے
گری بیدم لگا کر دل خدا سے

کہا جسمیں دمن نے یہ ہوا ہے
کہ گرسنگی سے شاید کھالیا ہے

دمن نے اوسکو جو حیرت میں پایا
سراپا ماجرا اپنا سنایا

یہ ہے خوبی ہماری قسمتونکی
دکھاتا ہے فلک گردش دنونکی

کسی سے یہ نہیں رہتا ہے یکسان
کبھی ہے انس کبھی ہے دشمن جان

قریب اوس مرغ دانا کے دیکھا
سہت بیچارگی سے دم میں آیا

کئی دن بعد دونوکو سفر میں
کسی جا اک درخت آیا نظر میں

اوٹھے جو خواب کی گرمی سے بیتاب
نظر آیا کہیں اک چشمہ آب

کہیں اوسوقت وہ لہرونکو مارے
پڑیں تھیں آگے دریا کے کنارے

انہیں کے شکل سے تھی حالت جاری
کہ رہتی ہیں ہمیشہ بیقراری

نہیں غمخوار اب کوئی ہمارا ہے
جہاں سب یکقلم دشمن ہوا ہے

صنم کی دیکھ اوسنے حالت زار
کہا پھر اسطرح سے کہ اے وفادار

بھلا دیکھیں یہ کبتک بیوفا ہے
پھر آخر رنج کی بھی انتہا ہے

الگ جا آگ میں ہو تو اسیدم
کہ ہو جسمیں کسی ڈھب اشتہا کم

ہوا یہ کہہ کے دریا کو روانہ
لگانا دشمنی پر ہے زمانہ

یکایک ہو گئیں سر نو سے جانبر
اوچھلکر گر پڑیں دریا میں اکبار

نہا دریا سے نل جسوقت آیا
پتا اون مچھلیونکا کچھ نہ پایا

غرض ناچار ہو کر اس گمانسے
کیا چرچا نہ مطلق کچھ زبانسے

سمجھ گردش کو اپنی رہگیا نل
کہا اوس گلبدن نے ہاتھ مل مل

خدا جانے ابھی کیا کیا دکھاوے
زمانے کس کس طرح کے مکر لاوے

اودھر دم دیکھیا وہ مرغ عیار
ادھر ان مچھلیوں نے بھی اخبار

بلا ساقی مئے گلرنگ مجکو
کرے فرقت جسمیں تنگ مجکو

گذاشتن نل دمن را در خواب بحال گریہ و زاری کردن

کہ ہوتا ہے جدا اب یار میرا
عجب یہ دور ظالم ہو گیا ہے
جہاں جو یکھی کہ ہیں دو یار یکجا
گئی وہ عقل کی ساری سمائی
ترا مانند گل نازک بدن ہی
گوارا کس سے ہو دلدار کا غم
مناسب ہے کہ مجھسے کھینچکر دل
یہاں تو مفت جان اپنی گنوا
دمن اس گفتگو سے غم مین آئی
نکالی ہی کہاں کی گفتگو یہ
وطن سے اب مجھی نسبت کیا ہی
نبھا دی رونق گلزار اسکو
اگرچہ عیش کا دل آشنا ہے
محبت سی مگر ہی دور یہ بات
نکالا پھر نہ منھ سے ہجر کا نام
لنبو وہ دل کی بیتابی ہی دن رات
یہی بہتر کہ اسکو مت جگاؤ
اسی صورت سے دلمین کر تصور
سلف سے آج یکم کنے سنا ہی
سحر نے جب ادھر پھاڑا گریبان
کہا جی مین کہ یہ کیا ماجرا ہے
یہ کمکو اس سے ہین پر ابر سا رو
پھری ہر چند صحرا مین بہت سا
ہوئی جب ڈھونڈھکے حیران نہایت
گیا جسدم نہ کیون مجکو خبر کی

دمن از جدائی آن ربی فائی روزگار یعنی نل

کرے وان ایک سے سو فتنہ برپا
سراسر جی مین نادانی سمائی
بہار گلشن و رشک چمن ہی
بنے کیون سر و ناحق نخل ماتم
وطن مین جاکی تو مان باپ سے مل
خدا کو دیتے سونپا بس سدھارے
کہا یہ کیا ترے دلمین سمائی
عبث رکھتا ہی دلمین آرزو یہ
وہان سے اور جی راحت یہان ہی
گلستان ہو برنگ خار اسکو
جہان مین سست بنیاد وفا ہے
مجھے ہو کسطرح منظور یہ بات
رہا قایم وفا پر کام مونا کام
سیہ بختی سی کی تجویز یہ بات
اسی جا بیکسی مین چھوڑ جاؤ
جدا کر لی دمن کی نصف چادر
کہ دلبر سے جدا عاشق ہوا ہی
اوٹھی یان خواب سے وہ پاکدامان
کہ اوس گل کا نہین بالکل پتا ہے
چلی وہ رشک لیلی مضطرب ہو
نہ دیکھا اپنے مجنونکو کسی جا
لگی کرنے تصور مین شکایت
فقط آرام پر اپنے نظر کی

اگرچہ نل عجب تھا مرد ہشیار
کہا اکدن دمن سے کہ اے مرے جان
گل و خورشید کے مانند یا ماہ
نہین ہی غم کے دریا سے کنارہ
مگر اپنے تئین برباد ناحق
اگر دنیا مین مین جیتا رہونگا
کرونگی مین وفا کی حق گزاری
کہین عاشق کو ہوتی ہی صبوری
جہان جسکا صنم رونق فزا ہو
اوسیکا دوستی مین نیک ہے نام
رہے ہی جب تلک اقبال یاور
غرض جب اوس پری کی عقل کھو دی
گئے دن جب کئی ایسین گذار کر
کہ ہر یہ نازنین اس نازک اندام
اکیلی ہو گئی جب صحرا کے اندر
اوسی سے بس تن عریان چھپایا
مگر یہ ظلم ہی دور فلک کا
جدا پایا یار کو جسوقت باہم
کدھر جاؤن کدھر ڈھونڈھون نشان اب
نہ کوئی اس جگہ پر آشنا ہی
جدھر وحشی کی صورت پھرتی رو
کہ کیا وحشت تری دلمین سمائی
نہ لایا رحم میری بیکسی پر

رہے تو رات دن غمخوار میرا
نہین ہرگز کسی کا آشنا ہی
ہوا جیسے مگر سودے کا آزار
پھر لگی کب تک صحرا مین حیران
نہ سرگردان رہے تو میرے ہمراہ
ابھی ہی دور تک اسکا کنارہ
بنی دنیا سے کیون آزاد ناحق
تو اکدن پھر خوشی سے آملونگا
نہین ہی چھوڑ جانا شرط یاری
کوئی دلدار سے جا ہی دور جی
وہین اوسکا مقام دلکشا ہو
جو آدمی بیکسی مین یار کے کام
جھکاتی ہین سبھی تسلیم کو سر
گئی دل سے نکل شورش جنون کی
ہوا پیدا اوسے سوز جگر اور
نہین پاتی ہی میری ساتھ آرام
یقین وحشت سے یا آدیگا بندر
صنم سے اکو عنقا بنایا
کہ دو دل کو نہین رکھتا ہی یکجا
رہی آئینہ سان حیرتمین ہمدم
خدا جانے گیا ہی وہ کہان اب
نہ اوسکا راستی مین نقش پا ہی
نظر پڑتے تھے شیر و گرگ و آہو
جو کی اکبار گی مجسے جدائی
بجا اپنا گیا کہنا سراسر

بیان

جہاں میں عشق آگے سے ہوا ہے
کسی نے بھی نہیں ایسا کیا ہے

کہاں کی دشمنی مجھ سے نکالی
جو خاطر سے بالکل اوٹھالی

کہاں مارا تھا اس قزاق نے ہاتھ
نچھوڑونگا دم آخر تلک ساتھ

مثل کہتے ہیں یہ استاد کامل
کہ دیوانہ بکار خویش عاقل

دہن کو نرم و نازک بسکہ پایا
دہن تک دم سے اپنے کھینچ لایا

کہ اوس ساعت مسافر ایک ناگاہ
چلا جاتا تھا منزل میں سرراہ

ہو ونجکر تیز دستی سے غضبناک
کیا خنجر سے دشمن کا جگر چاک

ہو چھوٹی وہ پری کام بلا سے
رہی بیتاب اوس دم درد پا سے

گھڑی اک میں جو اندک ہوش آیا
قدم آہستگی سے پھر اوٹھایا

رہا پھر زندگی کا دردسر روز
پھرونگی کب تلک بیتاب ہر روز

خدا جانے کہاں وہ سنگدل ہے
نہاں کس تنگدل کے متصل ہے

اگر ہوتی اوسے اندک مری چاہ
نکرتا ترک الفت کی مری راہ

اسی تجویز میں پھرتی تھی حیران
ملے کوئی جو اس صحرا میں حیوان

پھری چاروں طرف از بسکہ بیباک
رہی سب آفتوں کی قید سے پاک

نظر کرتے ہزاروں گرگ آئے
مگر بھاگے سب اوس سے دم چھپائے

نہ جیتا ہی اوٹھا کوئی ادھر سے
پڑے عاجز تھی سب گویا کمر سے

جہاں تک تھی وہاں میل پر زور
ہوئے اوس ناتواں کے واسطے سو

کہ بخشا کیوں مجھے اوس نے ہے ہائے
نہ روکا اوس گھڑی تقدیر نے ہائے

مرے سینے سے تو اے دل نکل جا
نرکھ اس قالب غمناک میں جا

اسی حالت میں وہ روتی بارے
گئی بیتاب دریا کے کنارے

نہیں پانی سے ہوتا تھا قدم تر
حباب آسا سبک جاتی تھی خوشتر

کوئی دن میں تجھے ملتا ہے آرام
گئے ہیں اب گذر گردش کے ایام

اشارہ کر گئے اوس سیمبر سے
ہوئے غایب یکایک پھر نظر سے

کہا یارب میں ہوں حیران سراسر
اسے میں خواب سمجھوں یا تصور

برنگ موج دریا فوج ایکبار
ہوئی چاروں طرف سے بس نمودار

تجھے واجب نہ تھا جانا دغا سے
خبر کرنا تھا کچھ راہ وفا سے

گیا تو ہی صنم سے ہو کے آزاد
کیا سب عشق کا ناموس برباد

کہاں اس طور سے کر بے ادائی
گیا سب بھول رسم آشنائی

کہ رستے میں کسی جا پر قضا کار
پڑا تھا اژدہا اک مردم آزار

اگرچہ آسمان کھیلا تھا بازی
چلی لیکن نہ اوسکی فتنہ سازی

دہن پر ظلم دیکھا اوس نے جس دم
ہوا اکبارگی غصے سے برہم

لیا پھر آخرش کاٹے سے دہن کو
رہائی اوس نے دی لیکن دہن کو

اثر جو کر گیا تھا زہر تن میں
ہوا تھا خستگی سے سارا بدن میں

کہا یہ چرخ کج رفتار ہی ہے
نہیں معلوم اب کس فکر میں ہے

کروں کب تک غم ہجر اس سے ہر سو
بساں فاختہ فریاد کوکو

نہاں کس شمع رو سے دل لگایا
کہ اب تک بھی وہ بے پروانہ آیا

غرض اس طور سے مایوس ہو کر
گیا اکدن گذر صحرا کے اندر

کھڑی ہو بیدھڑک اوسکے مقابل
کروں اس زندگی سے مرگ حاصل

نہ ٹھہرا سامنے بھی شیر غریں
چھپائے دیکھ اوسکو ناخن کیں

پھری سب آہوؤں نے چوکڑی دور
یکایک ہوگئے دہشت سے کافور

کسی کا چل سکا اوس پر نہ کچھ زور
ہر اک مرد کی صورت بنگئی گور

بر آیا جب نہ یہ مطلب وہاں سے
ہوئی پھر ہمنفس آہ و فغاں سے

چہ خوش بودی اگر باد نژادے
بیارے خبر یار از ہر دو

نہ تو اب در پے آزار جاں ہو
خدا کے واسطے باہر رواں ہو

کیا جو شور نے اوسکے اثر کچھ
فرشتے نے پڑے اوسکو نظر کچھ

دہن کو دوری دی یہ بشارت
کہ مت رکھ اب تپ غم سے حرارت

عبث غمگیں تری ہر دم صدا ہے
کہ مالک ہے تو اون کا خدا ہے

دہن اس ماجرے کو دیکھکر آن
رہی تصویر سی یکبار حیران

کھڑی تھی اس تصور میں کہ ناگاہ
کیا لشکر نے رخ سارا گذرگاہ

جو دیکھی یہ بلائے ناگہانی
جگر اوسکا ہوا دہشت سے پانی

اوسی دم زندگی سے ہاتھ دھوکر
خبر یہ جو خبر دارون نے پائی
اوسی ساعت بہت کوشش سے پاکے
وطن رکھتی ہے اپنا کس مکان مین
تجھے ای گل نہین اسجا سے نسبت
چلے تو اب ہمارے شاہ کی پاس
تجھے جسوقت دیکھے گی نظر سے
وطن کو اپنے پہونچے گی وہان سے
بجا جب صبح دم پھر کوس شاہی
سر راہ ایک منزل مین قضا را
ہوے اسطور سے مائل ستم پر
پری پر بھی نہ کچھ آسیب آیا
شتابی سے قدم آگے اوٹھا کر
گئے جب سامنے اسکے پریشان
رہا کچھ دیر حیرت مین کہ یا رب
پریشان زلف سا دیکھا جو اوسکو
بتا مجھ سے نکر اس بات کا ننگ
دمن نے دیکھ اوسکی مہربانی
تری یہ خضر نے کی رہنمائی
مری ہمشکل تیرے ایک دختر
پھرے ہے تنگ جسکی آرزو مین
یہ کہکر پھر نہایت چست و ہشیار
اسی صورت سے بانو بھی اوسکو

گری اکبارگی دریا کے اندر
نہایت سنکے رقت اوسکو آئی
اوٹھا کر ہاتھ مین لایا کنارے
ولایت مین ہے یا ہندوستان مین
کہ دیوانیکو ہے صحرا سے نسبت
کہ ہے منظور اوسکو خلق کا پاس
نہین سمجھی کہ کم لخت جگر سے
نہین غربت ہوا حاصل یہان سے
ہوا لشکر پھر اک جانب کو راہی
ہوا در پیش جنگل ہاتھیونکا
کہ یکسر کردیا پامال لشکر
خدا کے رحم نے اوسکو بچایا
نکل صحرا سے آبادی مین آئی
ہوا آنکھون سے اپنے گوہر افشان
کوئین سے کب یہ نکلا ماہ نخشب
لگا وہ پوچھنے بس مہربان ہو
بہت ظاہر ہے تیری حالت تنگ
سنایا حال اپنا کچھ زبانی
سلامت جو یہان صحرا سے آئی
وہ سن مین عمر مین قد مین برابر
کرونگا پیروی مین جستجو مین
مقرر اوسکی کردی اک پرستار
جگہ دی دل مین انکے مہربان ہو

قضارا تھا جو اوس لشکر مین سردار
بنا اوس بت کے خاطر ناخداوند
کہا اے ماہ کیا ہے نام تیرا
اکیلی گھر سے کیون صحرا مین آئی
تری خاطر ہمارا سیر چمن ہے
محل مین اوسکے رہتی ہے جو بانو
رہے کسواسطے ماتم سرا مین
غرض اس گفتگو مین رات تک وان
دمن بھی اوس جگہ سے کھینچکر آہ
اونھون نے بو جو اوس لشکر کی پائی
نہین چھوڑا سلامت اونکے اک تن
غرض لیکر دمن کو وہ برہمن
اونھونکا جو وہان فرمانروا تھا
نگہ رحمت سے کی جسدم سمجھ پھر
سمجھکر اوس پری کی قدر برتر
کہ کیا تجھپر پڑی ایسی تباہی
نہان رکھتی ہے اپنا حال پُر درد
کہا پھر اوسنے کاہے شمع دل افروز
رہ اب دولت سرا مین شاد و خرم
اوسی سے ہم سخن رہنا شب و روز
اکیلی اب نہ رکھ باہر قدم تو
کہ اس سے مرادن خدمت لیا کر
پلا ساقی شراب عیش پیہم

ہوا کیا بیکسی مین اوس جگہ یار
ہوا دریا مین یعنی آشنا وہ
لب دریا پہ کیا تھا کام تیرا
یہ کسکے واسطے گردش اوٹھائی
جہان غنچہ ہے گل ہے یاسمن ہے
بہت ہے نیک سیرت اور نکو خو
کرے آرام قصر دلکشا مین
رہا آئین اونکے عہد و پیمان
چلی ناچار ہو لشکر کے ہمراہ
یہ پہونچکر بے طرح آفت مچائی
رہے باقی فقط تھوڑے برہمن
ہوے آگے وہانسے پھر قدم زن
عجب دریا دل و مہر آشنا تھا
نظر آئی اوسے وہ ماہ پیکر
بٹھایا تخت کے اپنے برابر
ہوئی تنہا جو اپنے گھر سے راہی
ہوئی ہے کیون برنگ کہربا زرد
ہوا معلوم سب تیرا مجھے سوز
نہ سمجھونگا تجھے فرزند سے کم
اوسی سے حال دل کہنا شب و روز
اوٹھا سر پہ نہ پھر بار الم تو
سدا آرام مین کوشش کیا کر
کرے جو غم تراشی دل کی ہر دم

آوارگی نل بسیاہ بختی و سیاہ فام گشتن از گزیدن مار و رفتن بولایت رتبرن از اشارہ اش

کہون کیا نل کی اب بیتابی دل
انہی کیا کیا سفر مین رنج حاصل

اوٹھاتا دونکو آہونکے شرارے
گنا کرتا تھا راتونکو ستارے

اوٹھایا سب خلل اپنی خطا سے
کہ بیگانہ ہوا مین آشنا سے

اسی تقریر سے ہر وقت کہتا
کف افسوس کو مل مل کے رہتا

برنگ کوہکن صحرا مین ہر دم
جگر پر مارتا تھا تیشۂ غم

کبھی پھر برق سی آتش اوٹھا کر
کرے تھا خاک صحرا کو جلا کر

بہت سے دن جب یونہین گذرے سفر مین
بیابان ایک پھر آیا نظر مین

اوٹھی اکبارگی آواز وان سے
نہایت آشنائی کی زبان سے

صدا اسطور سے جسوقت آئی
تسلی اسکی اوسنے آ کے پائی

مگر اک ماجرا تھا اس طرح پر
کہ تھا وہ مثل دود آتش کے اندر

لگا نرمی سے کہنے کہ ای وفادار
کروں کیا مین مصیبت اپنی اظہار

پڑا ہون اسجگہ مین کل سے بیکل
بدن ہوتا ہے بالکل خاک جل جل

جو ہو بہر خدا کچھ رحم تجھکو
نکال اس آتش سوزان سے مجکو

کہا نل نے ترا قالب گران ہے
مجھے ایسی کہان تاب و توان ہے

یہ سنتے ہی اوسیدم وہ سیہ مار
ہوا انگشت کے مانند اکبار

زبس ظاہر مین تھا وہ کج ادا بس
فسون پڑھ کر بیکبار نل ہوا بس

شمار اب ایک سے دس تک ڈرا کر
مجھے پھر چھوڑ دی رستے کے اوپر

کیا معنی پہ اوسکے کچھ نہین غور
ہوا بس مستعد گننے پہ فی الفور

اوسیدم زہر سے وہ سیم اندام
ہوا نل مثل محک بالکل سیہ فام

کہا رو کر کہ ای بد قول و عیار
ترا آگے سے تھا کیا مین گنہگار

برا ہے یہ ترے حق مین ستانا
مناسب تھا جلے کو کیا جلانا

نہین کالے کو اپنا یار جانے
ہمیشہ دشمن خونخوار جانے

رہے ہین بات دن مائل کجی پر
نہین آتے ہمین اکدم راستی پر

جو دیکھا اسطرح سے اوسکو بیکل
کہا اوسنے نہو بے صبر اے نل

سیاہی سے ہو چندان ہراسان
کہ ہے ظلمات ہی مین آب حیوان

جو توڑا تھا صنم سے عہد و پیمان
نہایت دل مین رہتا تھا پشیمان

ملے ہر وقت بس افسوس سے ہاتھ
کہ ناحق مینے چھوڑا یار کا ساتھ

نہین معلوم تھی وہ کونسی رات
جو سوجھی مجکو یہ تدبیر ہیہات

برہنہ پا بیابان در بیابان
پھرا کرتا تھا مجنون سا پریشان

کبھی یون ابر سا آنسو بہاتا
کہ صحرا کے تئین دریا بناتا

اسی صورت سے پھرتا وہ دن رات
کبھی گرمی کبھی کرتا تھا برسات

طپش پڑتی تھی اس ڈھب سے وہان پر
کہ تھا گرمی مین وہ دوزخ سے بدتر

کہ ای نل بے تکلف اسطرف آ
مجھے بے سلسلہ کر قید اپنا

کیا آگے قدم سے جون قدم جا
نظر آیا غضب اک مار خونخوار

تڑپتا تھا پڑا بیتاب اوسدم
طپش سے کھا رہا تھا پیچ بہم

کہ کل کاٹا تھا اپنے برہمن کو
ملی ایذا اوسی سے یہ بدنکو

نہین ہے آپ سے ممکن نکلنا
قدم اک بھی ہوا مشکل سے چلنا

نہوگی گر عنایت مجھپہ تیری
رہے گی پھر نہ باقی خاک میری

اوٹھاؤن کسطرح سے یہ گرانبار
بہت اسواسطے ہے زور درکار

غرض حالت پہ اوسکی رحم لا کر
لیا رکھ ہاتھ مین نل نے اوٹھا کر

کہا پھر اسطرح نل سے کہ ای جان
بہت تو نے کیا ہے مجھپر احسان

رہا نل باز اوس حرکت سے اوسنے
ہوا واقف نہ کچھ اوسکے فسون سے

رہا پر نو سے جون وہ اسکو لایا
یکایک اوس بلا نے کاٹ کھایا

جو پایا اوسنے یہ کالے سے آزار
ہوا آنکھون مین اوسکی دن شب تار

نہوئی تھی کونسی مجھسے برائی
عوض جسکے سیہ بختی دکھائی

اگرچہ تھی مثل آگے سے مشہور
ہوا پر یاد سے اوسکی مین مجبور

زبس یہ کج طریق اور کج ادا ہین
نہین مطلق کسیکے آشنا ہین

گیا افسوس نیکی کا زمانہ
بدی کا رہگیا سب کارخانہ

نہین مینے بھی کی تجھسے برائی
اسی مین ہے تری آخر بھلائی

نکر بے فائدہ خاطر کو برہم
عبث رکھتا ہے تو کافور کا غم

کیا مینے یہ سب حکم خدا سے
نہ ہرگز سمجھیو اسکو دغا سے

توکل پر ذرا مضبوط رکھ دل
اسی پر وہین مقصد ہوگا حاصل

پھرا کرتا ہے تو غفلت سے اسطور
عدو ہین دشمنی سے بر سر جور

مبدل مینے اس سے کردیا رنگ
نہ پہچانے کوئی جسمین ترا رنگ

فسون کرنا اوسیدم ہوا بر
مین آونگا پری کی شکل بنکر

کرے مشہور باہک آجسے نام
برآئیگا ترا اس نام سے کام

نکلتی ہے بدن سے تیرے ہر سال
اسے رکھ پاس اپنے ہوکے خوشحال

جدا کر آگ مین اندک جلانا
بدن کا پیرہن باقی بنانا

کہ ہے مشہور وہ عادل نہایت
کرے ہے بیکسونپر بس عنایت

ترے حق مین ہے صحبت اوسکی اکسیر
نکر بہر خدا جانے مین تاخیر

کسی دن تک جو کی کوشش نہایت
ملی رت برنکی بارے ولایت

جہان تھے قاعدے سب اوسکے بہتر
وہان اک طور تھا یہ بھی مقرر

سراپا دیکھکر احوال اوسکا
کرے تھے عرض رت برنسے سب جا

کہ آیا ہے مسافر اک عجب آج
خجل ہو جسکے رنگت سے شب داج

اونھونے سنکے یون رت برن اظہار
لگا کہنے کہ ہے وہ کوئی سردار

غرض نل کو سمجھکر اونسے بیکس
بلایا جلد اپنے روبرو بس

وطن سے کسلیئے خاطر اوٹھائی
یہان کسکی محبت کھینچ لائی

کہا نل نے کہ اے سردار عالم
کرون کیا عرض اپنا حال برہم

اگرچہ ہون کئی فنمین مین اُستاد
مگر سب مین ہنر اک خوب ہے یاد

کرون ظاہر کہ اتنا اوسمین دم ہو
روش اسڈھب کی اور ایسا قدم ہو

جہانتک ہمنشین تھے یار دمساز
کیا خوش ہوکے ہر اک کو سرفراز

جدائی سے ہمیشہ تھا یہ مشغول
کہ دنکو کام مین رہتا تھا مشغول

گذرتی سخت اوسکی تھین یہ دن رات
گران بیمار کو گذرے ہے جون رات

ہان تھے نل کے جو غمخوار دوچار
سدا رہتے تھے حیرت مین گرفتار

تو اونسے نل سے پوچھا اکی کا یار
رہا کرتا ہے کیون اتو نکو بیدار

تجھے کچھ قدرت حق کی خبر ہے
شب تاریک کو آخر سحر ہے

سراپا جانتا ہون مین ترا احوال
کہ رد گردان ہوا ہے تجسے اقبال

بغل مین خنجر کین سب چھپائے
کھڑے ہین گھات مین لگائے

کرے جب اختر اقبال یاری
میسر ہو فلک سے کامگاری

کرونگا بس تجھے رشک چمن پھر
بتاونگا نقشے کو سمن پھر

یہ کیچل ہے قبا جو میرے تن کی
سراپا روشنی رکھتی ہے من کی

یہ کیچل ہے قبا جو میرے تن کی
سراپا روشنی رکھتی ہے من کی

یہانسے اب اسیدم ہو سبکپا
شتابان مالک رت برنکے جا

عجب ہے یاد اوسکو سحر سازی
کہ لیجائے فلک سے صاف بازی

سنا نل نے جو اوس سے یہ فسانہ
ہوا خوش ہوکے آگے بس روانہ

عجب خوبی کا دیکھا شہر آباد
کہ دل بس دیکھتے ہی ہوگیا شاد

کہ باہر سے مسافر جو سر شام
کرے تھا وان سراہون کی آرام

خبردارون نے اوسکو دیکھ فی الفور
خبر کی راجہ کی خدمتمین اسطور

سیاہی گرچہ ہے زنگی کی مشہور
مگر تمثیل دنیا اوس سے ہے دور

بدن ہے جو سیاہ اوسکا سراپا
یہ ہے سب ظلم چرخ نیلگونکا

کہا اے نیک سیرت کیا ترا نام
ہوا غربت سے کیون ہمصورت شام

شرف کس بات مین رکھتا ہے کامل
کیا ہے کس ہنر سے فیض حاصل

وطن سے کچھ نہین رکھتا ہون کام
گدا ہون بیکس اور باہک ہے مرا نام

کہ گھوڑے مین ہنر یا عیب جو ہو
نظر مین اپنی کرلیتا ہون اوسکو

ہنر رت برن کو جب یہ سنایا
بہت نل کو غنیمت اوسنے پایا

سفر کے بار سے گردن سبک کر
ہوا بارے فروکش نل وہان پر

پھر اسکے بعد ہوتی تھی جہان شام
رہا کرتا تھا غمگین بے دلارام

گیا اوس سیمتن کے غم مین سونا
سحر تک شمع کے مانند رونا

کئی شب ایک نے دیکھا جو یہ طور
بہت پیدا ہوا دل مین اوسے غور

یہ ہے کس مہ جبین کی انتظاری
جو کرتا ہے سدا اختر شماری

کہا تو در گذر اس ماجرا سے
مگر تو نے جو پوچھا ہے کرم سے
نہ بس یہ چرخ ہے بیمہر و خودکام
عجب اک یہ دزن نیرنگی یہ آیا
اوسیکا دھیان جب آتا ہی مجکو
پلا پھر ساقیا صہبای گلرنگ
اوٹھی افسوس کی آواز ہر سو
گئی جسدن خبر بندر مین اسطور
دمن کے باپ نے جسدن سنا حال
نہ رکھتا تاب جو سودا سے سروکار
دمن کا حال کیا ابتر ہوا ہو
نہ دیکھا تھا مہرو خور نے جیسے آہ
رہا افسوس مین کچھ دم اسی طور
طلب کرکے سدیوا برہمن کو
جو لا دیگا خبر اوسکی سفر سے
چلے اوس گلبدن کے شوقمین یون
کوئی کرتا تھا صحرا مین تگا پو
پڑا آخر گذر اوسکا وہان پر
بنے تھے طرفہ تر ایسے مکانات
عجب خوشرنگ تھا چوپڑ کا بازار
وہ تھے آب صفا سے بھری جا بجا
غرض وہ شہر تھا دلچسپ و مقبول
مبارک وقت تھا اوس روز لیکن
دلا جانے لگا اوسطرف کان
ہر سمت سے گئی آواز سنکر

کہ یہ امراض ہین باہر دوا سے
خبر کرتا ہون اپنے درد و غم سے

طبیبونکو نہین اتنا ہی مقدور
کہ تھی ہمراہ میرے اک پریرو

حکایت برہمنان در جستجوے دمن و باز آمدن در شہر بندر بہ خانہ خود

کہ دل ہی کلی سی آج گل تنگ
نکل آئے سبھو نکلے شگلے آنسو
اوٹھا ہر اک طرف سے نالہ و شور
ہوا غم سے بہت اوسکا برا حال
نہ ہوتا گرم رسوائی کا بازار
اکیلی کس بلا مین مبتلا ہو
پھرایا اوسکو گردون نے سر راہ
کیا پھر بعد اسکے جی مین یہ غور
جو تھا پہچاننے والا دمن کو
کرونگا اوسکو مالا مال زر سے
کرے باد صبا غم چمن جون
ملے جسمین وہ رشک چشم آہو
جہان تھی جلوہ گر وہ نیک اختر
کہ آئی تھی نظر سیر طلسمات
کہ تھا ہر رنگ آگے جسکے گلزار
جنہونکی چشمہ حیوان کو تھی چاہ
گیا اوسکو سفر کا رنج سب بھول
کہ تھے سب دو عورت وانپہ یکجا
بھری تھے گوہر معنی سے سب کان
گیا نزدیک محفل کے سبک تر

گئے ہر شہر مین اسکے جب اغیار
جہان پر بیٹھتے دو شخص اکجا
پریشان حال سن نل اور دمن کا
کہا رو رو کے یون سوزدرد لنے
نہین معلوم وہ بیسر و سامان
اوٹھاتا ہون سفر مین کیا الم ہا
میسر تھا جسے حلوای تر روز
کہ بھولے پھر نہ رستے میں کبھی رنگ
کہا جلدی ابھی تیار ہو کر
گیا اس ننگ سے جب عدہ زر
کوئی تھا کوہسار و نیز نظر ساز
اونہونمین ایک تھا ازبس سبک گام
عجب انداز کی وہ سرزمین تھی
لگا تھا سنگ مرمر سی جس مکان پر
کہین آئینے تھے روشن سراسر
عجایب باغ سب رشک ارم تھی
جو کی ہر طرف کو یہ سیر بازار
برہمن سیکڑون ناہید ثانی
زبان پر مہر خاموشی کی ماری
صنم کا سکہ رہتا تھا اوسکے درمیان

یکایک جمع دوا سے کر سکین دور
شفیق و ہمدم و غمخوار و دلجو
نہین بھاتا کسیکا اسکو آرام
کہ ناحق ساتھ اوس گل کا چھڑایا
نہین کچھ خواب و خور بھاتا ہی مجکو
کہ آیا نل پہ اس صورت کا ادبار
نکرتے اس سوا کچھ اور چرچا
جگر شق ہو گیا ہر مرد و زن کا
کہ بھولا ہے یہ گل نخل جہان سے
کہان ہو اب بیابان مین پریشان
کہ تھا جون میل اسکو یکقدم ہا
کھلاتا ہی اوسے خون جگر روز
سفر مین آفتین ہوتی ہین بالکل
کمر باندھو دمن کی جستجو پر
ہوے مانند گل شاداب یکسر
کہ ہی وہ کبک کس جا جلوہ پرداز
کہ کہتے تھے سہ بوا اوسکا سب نام
کہ خوبی سی نہایت دلنشین تھی
تجلی طور کی ظاہر تھی وانپر
کسی جا خوشنما تھا سنگ مرمر
نہین کچھ روضۂ رضوان سے کم تھی
ہوا اک تبکدہ آخر نمودار
سراسر کر رہے تھے بیدخوائی
دمن بھی سن رہی تھی اک کناری
لیا غیرو نمین اپنی ست کو پہچان

ہوئی ہمچشم وہ جو برہمن سے
بتا ماں باپ کی مجھکو خبر اب
کہا سب ہین تیری فرقت مین حیران
ہوئی سیری بہا تک جو رسائی
نہایت برق سی کر بیقراری
یکایک سنکے اوسکا نالہ و آہ
برنگ شمع روتی ہی کھڑی زار
دمن کو بیقراری سے بلا یا
ترے غمسے نہایت غم مجھے ہے
نہین رازِ درون باہر نکالا
کہا اے زناردار نیک کردار
برہمن نے جو راز دل چھپایا نا
کیا حسب و نسب سے جب خبردار
مری خواہر کی دختر ہو تو ایاہ
دمن یہ حال سنتے ہی چمٹکر
لگی رونے اور کہا گھر مین دمن کو
پریشان ہجر سے مان باپ و نرات
پلا ساقی شراب ناب مجھکو

اوٹھا بس جوش الفت کا بدنسے
کہ جلتا ہی تپ غم سے جگر اب
لبونپر آرہی ہی درد سی جان
ترے اقبال نے کی ہمنوائی
ہوئی آنسو لسے ابر نو بہاری
کیا بانو کو اوسنے جا کے آگاہ
نہین کچھ سوز دل کرتی ہی اظہار
تسلی دے کے زانو پر بٹھایا
بتا سچ کیا الم اسدم تجھے ہے
چھپا کر اور ہی باتو نہین ٹالا
دلاتی ہون تجھے سوگند زنار
نہ وا جب اوس نکو سیرت سے چارا
اوٹھا بانو کے دلسے جوش اک بار
بتایا کیون نہ مجھسے آجتک آہ
بہت رونی گلے اوسکے لپٹکر
کیا عزت سے پھر رخصت وطن کو
کیا کرتے تھے وہ مہمات ہیہات
اگر فرقت کی نہین ہی تاب مجھکو

کہا کیا ہی سدیوا حال تیرا
مرے غمسے اونھونپر کیا ہوا ہے
تری اس جستجو مین بے سرو پا
سنایا حال جب برہمن نے
وہان پر اتفاقاً ایک محرم
کہ اسدم دیکھکر اک برہمن کو
کہی جسوقت اوسنے یہ حکایت
کہا انکھونسے تیری ای پریرو
اسی صورت سے کی ہر چند تکرار
نیا پایے جب نشان اوسنے دمن سے
حقیقت جو کہ ہو وے اسجگہ راست
اوسیدم کھولکر دفتر سخن کا
کہا رو رو دمن سے کا ی دل افروز
سمجھکر اس قیاقت سے مجھے دور
لگا سینے سے پھر بانو نے اوسکو
ہوئی ہندہ مین جسدن اکی داخل
ہوئی اونکو یہ حاصل شادمانی
نہ جی لگتا ہی بے گلرو چمن مین

ملا تجھکو کہانسے کھوج میرا
کہان رہتے ہین اور احوال کیا ہے
پھرے ہے قافلہ صحرا بصحرا
دکھایا سوز اپنا بھی دمن نے
کہ تھی اوس نازنین کی یار ہمدم
ہوا ہے غم بہت اوس سیمتن کو
تعجب مین ہوئی بانو نہایت
بہے ہین بی سبب کیون آج اشک
کیا لیکن نہ اوسنے حال اظہار
الگ بلوا کے پوچھا برہمن سے
کرے تو مجھپہ ظاہر بے کم و کاست
سنایا حال سب نل اور دمن کا
نہ پہچانا تجھے مینے کسی روز
کیا تو نے نہ کچھ پیوند کو ر
نکالے لخت دل آنکھونسے رو رو
برنگ گل سبھونکے کھلگئے دل
ملی پیری مین گویا نوجوانی
نہ دل آرام پاتا ہی وطن مین

بیقراری دمن در فراق نل و آوارگی ہمنان و نشان یافتن او و حیلہ انگیزی دمن در طلب نل و

جسے ہو کچھ خیال زلف دلدار
نہین اس پیچ سے پاتا ہے آرام
پڑے گرچہ وہی اک باغمین جا
جلا دل آتش گلشن سے اوسکا
ہوئی وہ کون مجسے کج ادائی

روانہ شدن او مع رت برن بسواری اسپان

پریشانی سے رکھتا ہی سدا کام
کہ ہو آزاد غم سے سرو رعنا
ہوئی سبزے سے گرمی اور پیدا
تصور مین جو تیر راست آئی

دمن جسروز سے نیدر مین آئی
وہان کچھ اور ہی تازہ ہوا غم
چمن مین بیکلی سے روز بیزار
اوڑے تھا مرغ دل ہر ہر ہوا مین

نظر مین اوسکی عالم ہے شب تار
جنون نے اور ہی رنگت دکھائی
کہ گل بے یار سے کیا خار کم
کہا کرتی کہ ای چرخ ستمگار
پھنسایا پھر یہان دام بلا مین

مجھے صحرا ہی بہتر اس چمن سے
مجھے غربت گوارا اس وطن سے

اگرچہ جا ہے مری اب زندگانی
نہ ہو برباد پیری میں جوانی

نہیں تو روز غم کھاتی رہونگی
ترے ہاتھوں سے بس جاتی رہونگی

جگر شاداب کر کے سیر چمن سے
گرانی دور کر نازک بدن سے

جلائی ہے تپ غم نے عبث دل
کہ ہیں کب سے ان دونو سے بیخبر غافل

سنائی یہ کہی اوس گل کی جسدم
ہوے ماں باپ تو وہ رنج سے برہم

کہا تم ہر طرف شہروں میں جاؤ
کسی ڈھب سے سراغ نل لگاؤ

نشاں اوس کا کہیں پھر ڈھونڈھیو تم
کہ ہے وہ کون انسان آپسے کم

پتا اوسکا ملے جس آشنا سے
اوسے لینا سمجھ عقل رسا سے

غرض برناو نامے اک برہمن
جو تھا سچ مچ بہت چالاک و پرفن

وہ تھی رتبرن کی بار ولایت
کہ آبادی میں تھی یکتا نہایت

غم و محنت سے فارغ ہو کے دن رات
بسر کرنے لگا اسطور اوقات

ہوئی ظاہر کسی دن اک محفل
فراہم تھے جہاں دو چار بیدل

تڑپتے تھے جو سب بسمل کی صورت
نہ تھی کچھ رقص کی اوسجا ضرورت

اوسی محفل میں نل تھا رونق افروز
دمادم کر رہا تھا آہ جانسوز

نظر برناو کی صورت جو آئی
یکایک دل میں حیرانی سمائی

کرے کیا غیر تقدیر آشنا کی
کہے بیدرد کیا باتیں وفا کی

بتا کس شہر میں مسکن ترا ہے
یہاں رہتا ہے کیوں اور نام کیا ہے

جلا کس آتشیں رخسار سے تن
بنا کس لالہ رو کے غم میں سوسن

جو پوچھا رسم الفت کی ادا کر
کہا نل نے تکلف سے اوٹھا کر

جو ہیں اوسکے ملازم اور برتر
اودھو میں ایک میں ادنی ہوں نوکر

نہیں کچھ اک یہی خدمت مرے نام
تعلق اور بھی رکھتا ہوں سو کام

جہاں اورنگ شاہی خوشنما ہی
مجھے ایسے ہنر کی قدر کیا ہی

نہو جس گل میں کچھ بوی وفائی
کرے کیا اوس سے کوئی آشنائی

مگر جسنے کیا ہووے گوارا
یہ ظاہر ہے کہ تھا اوسکو نہ چارا

بلا کر آخرش دایہ کو اک روز
لگی کہنے کہ اے غمخوار دلسوز

تو لے جلدی خبر میری صنم کی
نہ کرنا خیر اس میں ایکدم کی

کہا دایہ نے سن اس گفتگو کو
کہ بیتابی میں تو اوقات مت کھو

نکر دیوانہ پن کی گفتگو تو
اٹھا کیں چھوڑ دے اب ای پریرو

یہ کہکر پھر محل میں جا کے فی الحال
کہا ماں نے دمن کے غم کا احوال

ہزاروں برہمن غمخوار دلسوز
خبر کے واسطے بھیجے اوسی دن

جہاں خوبی کا دریا موج زن ہو
وہاں پر دیکھیو اوس تشنہ لب کو

جو چھوڑے خواب میں بھی دلدار اپنا
کرے از خود جدا غمخوار اپنا

منفصل پھر بیاں آکر سنانا
سراپا خال و خط اوسکا بتانا

گیا جب رفتہ رفتہ وہ بہت دور
نظر آیا اوسے اک شہر معمور

زبس اوسنے مکان دلچسپ پایا
خراماں سیر کرنے اندر آیا

کہ راتوں کو طواف دیر کرنا
سحر سے شہر کی وہ سیر کرنا

عجب مجلس کا تھا سامان تیار
بجائے شمع تھے آہ شرر بار

بجا کر ساز بیتابی کا باہم
اوٹھاتے تھے زباں سے نغمۂ غم

جنوں نے اسقدر تھا حال ابتر
کہے تو وجد کی حالت تھی اوسپر

کہ آیا کون ہے یہ مرد غمخوار
کہ پیدا اس سے ہی الفت کا آثار

اشارے سے حقیقت کو پہونچکر
کہا برناو نے کا ہی نیک منظر

نظر کس برق عارض سے لڑائی
گھٹا سی جو سیاہی تن پہ چھائی

نظر آتی تھی کسکی زلف خمدار
ہوا ہے نخل شانہ جو دل افگار

کہ جو اس شہر کا فرمانروا ہے
نہایت نیک خلق اور بادشاہی

مگر اہل فراست ہیں جو ہشیار
اودھو نکا ہوں ہنر سے اپنی سردار

اگرچہ ہوں یہاں گمنام بیشک
مگر کہتے ہیں بعضے نام باہک

حقیقت میں بہت ہی نیک کردار
وفا کی رسم سے تو ہی خبردار

جدائی یار کی گرچہ ستم ہے
نہیں کچھ موت سے عاشق کو کم کچھ

یہ سن تقریر اوسکی منھ سے برباد
سمجھکر دل میں اپنے ہو گیا شاد

ملا گر تیر فطرت کا نشانہ
ہوا بندر کو پھر سیدھا روانہ

سنی جب نل کے منہ سے گفتگو جو
کیا ظاہر مع تصویر اوسکو

کہا جی میں کہ ہے کیا ماجرا یہ
عجب نام اور تقریر و ادا یہ

ہوئی پھر کونسی اوسکو ضرورت
کہ رومی ہے یہ بنارنگی کیصورت

کہا اسطور سے کہ ای میرے غمخوار
نہیں مانند تیرے کوئی ہشیار

ملی تیرے سبب پھر زندگانی
ہوئی سب طرح حاصل شادمانی

کہ یعنی چھوڑ کر خاطر سے وسواس
پہونچ جلد اپنے اب رت برن کے پاس

تری گردن میں ڈالیگی حمائل
کہ ہے دل اوسکا تجھپہ مائل

مسافت سے نلا خاطر یہ کچھ رنج
کہ ہے اس رنج میں حاصل تجھے گنج

کہ ای شیریں دہن یہ کیا سخن ہے
عبث تو اسطرح شکر شکن ہے

کری تجویز ایسی اور تدبیر
نہ ہو جسمیں کوئی تیرا زبان گیر

سنا ہے کہ نل ہے ہر فن استاد
بہت ہیں اوسکو سحر سامری یاد

جو ہے وہ شخص نل اوسپر گمان ہے
تو اوسکے واسطے یہ امتحان ہے

غرض کچھ روز میں رت برنے جا
کہا پیغام اوس غنچہ دہن کا

بلا کر نل کو آہستہ او سیدم
کہا اسطور سے کہ ای میرے ہمدم

دمن نے آج بھیجا ہے یہ پیغام
کہ ہے تیار شادی کا سرانجام

اگرچہ یہ سخن مجکو ہے منظور
ولے بندر یہانسے ہے بہت دور

مری خاطر کرے جادوگری تو
برنگ خضر کر کچھ رہبری تو

کہا کیا ماجرا اسوقت نل سے
دیا پیغام یہ گویا اجل سے

کہ اک تو جو تمہیں ہے چشم گریان
اوٹھا بحر الم سے اور طوفان

کیا مذہب یہ کس کافر سے حاصل
پھرا اوس بت کا جو ایمانسے دل

مگر اس بات سے شاید خفا ہو
کہ آیا ہیں ادھر اوس سے جدا ہو

وہیں سے اسطرح میرا گمان ہے
مری احوال پر وہ مہربان ہے

اسیصورت سے اپنے دل کو سمجھا کے
کہا رت برنسے پھر کیا کیا جاے

بہت ہوتی ہیں ایسے تیز رفتار
ہوا کے مثل اوڑ جاتے ہیں یکبار

صبا کے مثل ہو کر بس سبک پا
خبر دی یہ دمن کے باپ کو جا

دمن نے یہ خبر جسوقت پائی
برنگ برق بیتابی میں آئی

پڑی تھی رخ پہ کیا زلف ظلام
جو غالب ہے سحر پر اسطرح شام

بلا کر آخرش اوس برہمن کو
کہ جسنے پھر دکھایا تھا وطن کو

پڑی تھی دور میں اپنے وطن سے
بہت عاجز ہوئی تھی جان و تن سے

مگر ہے ایک تجھسے التجا اور
کرے کچھ روز طے راہ وفا اور

ادا کر جا کے اوس سے اس سخن کو
کہ ہے شادی کی خواہش اب دمن کو

مہیا ہیں وہان سب جام و ساقی
مگر ہیں جشن کے دو روز باقی

برہمن ہو گیا بت اس سخن سے
لگا کہنے پھر آخر یوں دمن سے

مناسب ہے نہیں ایسا بہانہ
کہ بیڈھب ہے بہت تنگ زمانہ

کہا میری ہی ہیں بہتری ہے
یہ عاشق کے لئے افسونگری ہے

کرے گھوڑے پہ اور جب فسون دم
دکھا دے ایکدم میں سیر عالم

صنم کی گفتگو سن وہ برہمن
ہوا مثل صبا آخر قدم زن

دمن کی سنکے اوسکو انتظاری
ہوئی پیدا نہایت بیقراری

کیا تھا تو نے آکے مجھسے اقرار
کہ ہوگا وقت مشکل میں تو یار

بلایا ہے مجھے اسواسطے اب
کہ ہے مائل مجھی پر وہ شکر لب

ملے ایسا کہاں تخت وان اب
کہ دو دن میں فقط ہو پہونچوں وہان اب

ملے گی وہ پری کوشش سے تیرے
نہیں تو بس گئی ہاتھوں سے میرے

بہت سنکر الم اوسنے اوٹھائی
ہزاروں یادنے غمسے پیچ کھائے

بچھاؤں اسکس تدبیر سے دام
جو ہو آہوے وحشی مرا رام

عجب کچھ پھر گیا دور زمانہ
کہ بیگانہ ہوا اپنا یگانہ

کہا اک بار گی پھر یوں سمجھکر
کہ ہے بالکل غلط میر القصور

نہیں رت برن کو پیغام آیا
مجھی کو اس بہانے سے بلایا

یہاں درکار گھوڑے کی سواری
کہ کم ہوتے ہیں ای چلنے میں عاری

شب تاریک میں مثل ستارہ
جھپک جاتی نہیں چشم نظارہ

یہ کہکر جلد پھر اصطبل مین جا لے آیا چنگلے دو گھوڑے سبک پا
چلا دی جسقدر کوئی چلین روز نہین کچھ فرق ہین آے دل افروز
لگا کہنے کہ کیا ہی خوش قدم ہے کوئی دم مین یہ وان سو عدم ہے
کہا اسنے نہین بہتر ہی کوئی انہین پر ختم ہے ساری نکوئی
جو ہووے راہ کی خاطر کام غوب وہی اچھا ہے بہتر اور وہی خوب
سواری کر ادھونپر بس اوسیدم چلے دونون مکانسے اپنے باہم
لگا گرنے دہن سے کف سراسر زمین پر گر پڑے آخر برابر
سفر کے حق مین بہتر اسپ لاغر کہ چلتا ہی قدم سے وہ سبکتر
یہ سن رت بران کچھ ہوکے ناچار منگائے نل کے دو نون اسپ رہوار
چلے جاتے ہی ڈھب سے سبکتر کہ سم پڑتے تھے گویا زمین پر
زبس تھے چست و چالاک و قرار کہارت بران نے کہا ای مرد ہشیار
نہونگے ماندگی سے تنگ اکدم رہیگا روز چلنے کا انھین دم
ہزارون اسپ کے نام ولشان مین بیا نہین جسکے عاجز نکتہ دان ہین
سنائے جو ہنر اونکے زبانسے ملی اوسکو وہین اک اک نشانی
کہین اس لطف کی چرچہ مین الجھا دوپٹہ گر پڑا کاندھے سے اوسکا
کہا اس چاہ مین مت جاؤ آپ کہان نزدیک اوسکو پائیے آپ
اگر اسواسطے پھر جائینگے ہم نہین بند رہو پہونچنے پائینگے ہم
یہ تھاند کو رآئیں ہین کہ ناگاہ نظر مین اک درخت آیا سر راہ
اگرچہ سب ہنر ہین یاد تجکو بنایا حق نے ہے استاد تجکو
عجائب اک حساب آیا ہی ایسا کرون جس سے بیان سب پتیونکا
جو تھا ظاہر نہین اوسپر ہنر یہ تعجب مین رہا یں دیکھکر یہ
نہین گن کر سمجھ لونگا مین جبتک رہیگا عمر بھر باقی مجھی شک
عبث دل مین تری اسکا گمان ہے ٹھہرنیکی بھلا فرصت کہان ہے
کہا تل نے کہ چلیے آپ کچھ دور نہین رہنے کا مین خدمت سے مجبور
دُس رت بران تھا بےصبر اوسدم چلا آخر وہانسے ہوکے برہم

کہا یہ خوب دونون بادپا ہین سفر کے واسطے دونون ہوا ہین
نہ تھا رت بران جو واقف ہنر سے ونہین دیکھا حقارت کی نظر سے
چلین گے کسطرح سے یہ سفر مین کہ ہین لاغر بہت میری نظر مین
اب آگے آپکی مرضی بجا ہے زبا اسنے جو کہ فرمادین بجا ہے
غرض کرا اوسنے اپنی کارسازی منگائے اور ہی دو اسپ تازی
نہ پہونچے تھے وطن سے ایک فرسنگ کہ گھوڑے ماندگی سے ہوگئے تنگ
کہارت بر نے نل کہ ای رای نہ مانا آپنے کہنا مرا ہاے
بہت مشکل ہے غمخواری سفر کی کہ رکھتا ہی سفر صورت سقر کی
اٹھونکے خانہ زین سے ہین جو آئے قدم یکبارگی وانسے اوٹھائے
ہوا کو دیکھ دونونکی شتابی نہین آتی تھی تاب ہمرکابی
تجھے کیونکر ہوا معلوم یہ راز کہ ہین یہ بادپا دونون قدم باز
کہا یہ راز باہر ہے بیانسے نہین ہوگا ادا ہرگز زبانسے
ادا کر پہلے اس صورت سے گفتار کیا پھر ماجرا گھوڑون کا اظہار
نہایت ہوکے خوش نل کو سراہا کہ کیا بہتر ہنر رکھتا ہے آہا
کہا تل سے ذرا رک جا یہانپر کہ مین اوسکو اوٹھا لاؤن لپک کر
نہین ملنے کا اب وہ اک قدم سے کہ وہ سو کوس پیچھے چھوٹا ہم سے
تامل اب نہین اکدم کا منظور کہ فرصت کم ہے اور جانا بہت دور
خوشی سے رانے دی نل کو آواز کہ سن ای راز انجمن ای نکتہ پرداز
مگر مین بھی ہون کچھ حکمت سے آگاہ ہنر کی اند کے معلوم ہے راہ
یہ کہکر پھر مخاطب ہوکے نل سے بتائے سب عدد تشکیل نل سے
کہا کیونکر یقین ہو مجکو ای رای کہ ہے جولان نہین اسپر مری رای
ہوا اس بات سے رت بران بیزار کہ ناحق اب یہان کرتا ہے تکرار
مفصل حال سب تیرا ہے جانا کہ اسجاے ابھی ہے دور جانا
مری خاطر نہ کیجے اضطرابی پہونچتا ہون کوئی دم مین شتابی
یہان نل نے کمر سے کھینچ و شستر کیا رت بران کی حکمت مین بخنر

کہ بیٹی کا ٹکڑا وس نخل ترکو | لیا بالکل سمجھ اوسکے ہنر کو
عدو کی گر گیا معلوم جو راہ | نہین کچھ پوچھنے کی پھر اوسے چاہ
کیا گھوڑا کو اوسجا سے روان پھر | ہوا رت برن سے آہمعنان پھر
کہا اک آپ سے ہے التجا اور | ہنر تبلایئے کوئی نیا اور
مجھے بھی یاد ہی جو نکتہ دانی | کرونگا سب ادا اک اک زبانی
ہوا یون رے آسنکر نکتہ پیرا | کہ ہے بہتر فریب اسکا چرچا
ہر اک باتونکا عالم مین ہنر ہے | جو ہے دانا وہی سب سے خبر ہے
رہی کچھ دیر تک تقریر آرا | بتایا پھر ہنر چوسر کا سارا
نہ پانسا پھینکنے کا ہے یہ انداز | لیا کرتے ہین بازی یون غلاباز
سنا پانسونکا ل نے پھیر جبدم | برنگ مار کھائے پیچ پیہم
بہت رویا زمانے کی جفا سے | کہ دشمن ہوگیا غالب دغا سے
اسی افسوس سے ہاتھونکو مل مل | رہا پھر رات تک وہ مرد بیکل

ملاقات تل بدن

خوشی سے ساقیا اک جام دے اور | کہ آیا ہو مو گلگونکا پھر دور
سحر کو جبکہ خورشید جہانتاب | ہوا پھر برج مشرق مین عنان تاب
ہوے بیدار سارے مرغ و ماہی | لگی چلنے نسیم صبح گاہی
خوشی سے پھول بلبل آشیانہ مین | سبق پڑھنے لگی جا بوستان مین
قدم پر سرو کے شادی سے پھر جھوم | مچائی قمریونے باغ مین دھوم
گران گذری تھی پہلی تل کی منزل | کھلا اوسدن خوشی سی غنچہ دل
فلک سے مژدہ دلدار پایا | جہان مین عیش کا آثار پایا
ہوا رت برن اوس سے اور خوشتر | کہ دیکھون گا صنم کو آج چلکر
سحر سے کرکے گھوڑونکو سبک گام | ہوے بندر مین آداخل سرشام
دلہن کو بیکلی اوسدن لگی تھی | محل پر صبح کاذب سی کھڑی تھی
سواری دور سے دیکھی جو آتی | اوتر آئی محل سے کھلکھلاتی
عجب سینہ خوشی سی پھول آیا | کہ محرم مین نہین پھولا سمایا
نہ ٹھہری شوق سی پھر پاؤن اکدم | کبھی اندر کبھی باہر یہ عالم
ہوئی جون برق وہ جابالک یکایک | صدائے زنگ پہونچی آسمان تک
یہان جو شہر مین رت برن آیا | کہین آثار شادی کا نپایا
نہ آئی کانمین طبلے کی آواز | نہ دیکھا ایک جگہ پر رقص کا ساز
نہ اوٹھتی تھی کہین مردنگ کی تال | اسیصورت سے سب باجونکا تھا حال
نہین نوبت سنی بجتی کہین جب | ہوئی رت برنکو نوبت بری جب
سمائی دل مین حیرانی نہایت | ہوئی حاصل پشیمانی نہایت
کہا جی مین یہ کیا ہے مکر سازی | ہوئی ہر کس سی یہ روباہ بازی
مرادہ کو سناتھا دشمن جان | مسافت مین کیا ناحق ہو حیران
دلہن کے باپنے بھی یہ خبر پایا | رہا کچھ دم تلک حیرت سے غم کھا
کہ چھوڑا ملک اپنا کس سبب سے | ہوا دار دیہان کسکی طلب سے
بہت ظاہر مین آخر پیش آیا | مکان مین اپنے ناچار لیسے لایا
کہا یون رسم مہمانی ادا کر | کہ ہر ہر چند گستاخی سراسر
عنایت کی یہان جو آپ آئے | بھلا کس راہ سے تشریف لائے
یہانتک ہو مسافت اسقدر دور | کہ قاصد کو نہین جانیکا مقدور
یہ سنکر اور بھی حیرت مین آیا | گریبان مین اوسیدم سر جھکایا
سمجھکر آپ کو ناخوانده مہمان | ہوا دل مین بہت اپنے پشیمان
نکل آیا عرق سارے بدن مین | خجالت سے نہ بات آئی دہن مین
ندامت اسقدر پہلے اوٹھاکر | کہا یون آخرش باتین بناکر
کہ تھی جو دلکو دلسے آشنائی | محبت اسطرف کو کھینچ لائی
تمنا یہ مجھے رہتی تھی دن رات | کہ ہو اکدم میسر گر ملاقات
کرون باتین ادا الفت کی یک یک | رہیگا نامہ و پیغام کب تک
خوش آن حالیکہ با عقل دل آرا | بہم باشند شاہان محفل آرا
دلہن کے باپنے سن اوسکی تقریر | کہا خاک قدم ہے مجھکو اکسیر

مبارک آپکا آنا یہان ہی ۔ حقیقت مین یہ آپ کا مکان ہی
جہان ہو کارخانہ کبریائی کا ۔ دوئی کا کسطرح ہو دخل اسجا
یہان جو چاہیے موجود سب ہے ۔ تکلف کچھ نہین درکار اب ہی
یہ کہکر فکر مین پھر جی دبایا ۔ کہ آیا کس ارادے پر یہ آیا
اکیلا جو یہان وارد ہوا ہی ۔ خدا جانے کہ ہمین بھیج کیا ہے
زبس پیدا ہوا اس فکر سے غور ۔ رہا رخ چہرہ شطرنج کے طور
یہان تھا نل کا جو اقبال یاور ۔ دمن نے ایک محرم کو بنا کر
کہا محفل مین چھپکے یا لئے تو جا ۔ وہان سے جلد دونونکی خبر لا
کہ ہین وہ کون اور آئے کہان سے ۔ کدھر کا عزم رکھتے ہین یہان سے
دمن کے حکم سے محرم فی الفور ۔ حقیقت نل سے پوچھی جاکے اسطور
کہ مالک تم رہے ہو کس مکان کے ۔ کہو سچ رہنے والے ہو کہان کے
بڑا ہے کون ان دونون مین سردار ۔ کسے تم مین بہت اقبال ہی یار
کہا مجھسے بزارت برن اب ہی ۔ دمن کو جس سے مطلب کی طلب ہے
ملی اس گفتگو مین جو نشانی ۔ گیا محرم پہ کھل راز نہانی
کہا کچھ نل سے بھی تجکو خبر ہے ۔ پریشان زلف کا مارا کدھر ہی
کہان کس خاک پر وہ مست بیدل ۔ تڑپتا ہی پڑا مانند بسمل
کہا محرم سے پھر یون نل نے سنکر ۔ کہ ہی اسدم کہان تیرا تصور
حقیقت گرچہ سب اپنی سنائی ۔ سخن کی تہ مگر تو نے نپائی
دمن نامے پر یہ جو یہان ہی ۔ ادا پر اوسکی مفتون اک جہان ہے
جہان رکھتے ہین اوسکی اور سب چاہ ۔ اونھون مین ایک مین بھی ہون ہوا خواہ
اگرچہ نل بھی خود موجود یہان ہے ۔ مگر تیری نظر سے بے نشان ہے
اشارونسے کیا جب حال اظہار ۔ کہا محرم نے پھر یون کرکے اصرار
کہ گذرا حال کیا اوس برہمن پر ۔ گیا یا لئے جو تھا پیغام لیکر
یہ سن محرم کی باتین عاشق زار ۔ یکایک درد دل سے رو دیا ڈھاڑ مار
نہ نکلی بات پھر ہرگز دہن سے ۔ ہوا ناکام رقت مین سخن سے
یہ حالت دیکھ محرم نے اوسیدم ۔ گیا گھر مین دمن کو جاکے محرم
کہا اک شخص دونون مین جو مغموم ۔ مجھے ظاہر مین نل ہوتا ہے معلوم
اگرچہ ہوگیا ہی رنگ تبدیل ۔ مگر باتونسے سب ملتی ہی تمثیل
خوشی کی پھر بہار آئی جہان مین ۔ رہی غمگین بہت دنتک خزان مین
زبانی سنکے یہ محرم سے مذکور ۔ ہوئی اوس غنچہ لب کی بیکلی دور
کہا بے آب و آتش وہ ہنرور ۔ پکاتا ہی غذائین خشک اور تر
اگر یہ ماجرا ہے کر دکھاوے ۔ مجھے بیشک یقین پھر اوس سے آوے
یہ کہکر پھر سبو اور دیگ منگوا ۔ ولے دونون مع آگ اوسکو بھجوا
جو دیکھی نل نے پھر محرم کی صورت ۔ ہوا بیکل سمجھکر کچھ ضرورت
ہوئی دلمین بہت تشویش پیدا ۔ کہ ہی پھر اسکے آنے کا اچنبھا
نہ ہو اسطور کی نازک کوئی بات ۔ لگے اوس گل سے جو شرمندگی ہات
گیا جو فکر مین اس رنگ سے نل ۔ دیا محرم نے اوسکو پھول اوّل
زبس آئی تھی اوس سے نکہت یار ۔ ہوا خوشبو سے اوسکی مست اکبار
جو کی پھر اوس سبو پر نظر تیز ۔ ہوا اکبارگی پانی سے لبریز
رکھی جب دیگ ہاتھونپر اوٹھا کر ۔ لگی باہر اوبلنے جوش کھاکر
لئے تھا جب تلک وہ عاشق مست ۔ رہا ہمرنگ آتش پنجۂ دست
غرض محرم نے لے اس امتحانکو ۔ پھر وہی جلد جا اوس دلستانکو
وہ پکی تھی غذا اوس دیگ مین جو ۔ دیا رکھ سامنے یہ لاکے اوسکو
دمن اکبارگی بو اوسکی لیکر ۔ خوشی سے ہوگئی بس تازہ و تر
اوسیدم بھائیونکو اپنے بلوائے ۔ اشارونسے دیا اسطور فرمائے
کہ تم آراستہ ہوکر سب اک سات ۔ کرو مہمانونسے جا ملاقات
ہوئی اونکو اجازت جو دمن کی ۔ چلے سب کرکے آرائش دمن کی
جہان بیدل وہ بیٹھا تھا وہان جا ۔ گئے نزدیک تسلیمین بجا لا
گلے سے نل کے یون سبکو لگایا ۔ کہے تو ہار پھولون کا بنایا
یہان تھی جو دمن کو اضطرابی ۔ کہا یون مان نے اپنی جا شتابی

کہ اب وہ شخص آیا ہے یہانپر
امین جسکے ہجر مین رہتی ہون مضطر
خدا کیواسطے اندر بلاوے
اسی صورت سے وہ صورت دکھاوے

کہا مانے کہ اب جلدی نکر تو
قناعت اندکے رکھ صبر پر تو
ذرا مین بھی تو دیکھون اوسکے آثار
کہ ہے کسطرح پر گفتار رفتار

روش کس ڈھب کی اور انداز کیا ہے
گدا ہی یا کہین کا بادشاہ ہی
پڑی عالم مین کیا اوسپر تباہی
بدن پر اسطرح دوڑی سیاہی

کہا ان نے لفو نہین دل الجھا ہوا ہی
کہان الفت کی پھندے مین پھنسا ہی
یہ کہکر نل کو پھر اندر بلایا
بہت عزت سے مسند پر بٹھایا

کیا آخر اشارہ یون دمن سے
کہ پوچھے حال ایسا ہے سخن سے
کہا پہلے دمن نے کیا ترا نام
یہان کسواسطے آیا ہے کیا کام

کہا کچھ بھی نہین ہے کام میرا
فلک سے دہر مین گمنام میرا
کہا کیون تن پہ چھائی ہی سیاہی
کہا یہ ہی تپ غم کی گواہی

کہا ہی مثل غنچہ کس لئے تنگ
کہا ہی دل کی حیرانی سے یہ رنگ
کہا وہ کون دلبر سے جدا ہو
کہا جسکا جنون ہمدم ہوا ہو

کہا کس شہر مین مسکن ترا ہی
کہا بے نشان مسکن مرا ہی
کہا پھر اندنو نہین تو کہان تھا
کہا ریگ بیابان مین طپان تھا

کہا خواہش تری کس چیز پر ہی
کہا مجکو ہوا لے سیمبر ہے
کہا کیا آج کل تیری غذا ہے
کہا خون جگر سے مدعا ہے

کہا سودے مین کسکے ہے گرفتار
کہا اک مشتری کا ہون خریدار
کہا کیون رخ ترا ہے زعفرانی
کہا یہ عاشقی کی ہے نشانی

کہا خشکی ملی کیون لعل لب سے
کہا سینے کی گرمی کے سبب سے
کہا رہتا ہے تجکو کون آزار
کہا ہون نرگسی آنکھونکا بیمار

کہا کس کاروان کے ساتھ آیا
کہا ریگ روان کے ساتھ آیا
کہا کیون چاک تیرا پیرہن ہی
کہا کچھ دل نے شوق گلبدن ہی

کہا کچھ یاد ہی سودا کا دیوان
کہا ہی بیت ابرو کا مجھے دھیان
کہا کس غم سے رہتا ہی پریشان
کہا ادجھے ہین نے لفو نہین دل و جان

کہا کس کام مین رہتا ہی مشغول
کہا ہی دم شماری اپنا معمول
کہا ہمدم ترا کوئی نہین ہے
کہا اب غم سوا کوئی نہین ہے

کہا کچھ ہی گل ل سے سروکار
کہا اسکا کہان ہی لطف بی یار
کہا کسکی گذرتی ہی خوش اوقات
کہا ہمدم جو ہو دلبر سے دن رات

کہا کوئی ترا ہی یان پہ غمخوار
کہا ہمدم ہی اک آہ شرربار
کہا اب قصد رکھتا ہی کہانکا
کہا اب آب و دانہ ہی جہانکا

ہوے جب خوب باتون مین اشارے
دلونکے کھل گئے مضمون سارے
محبت مین ہوے باطن مین یکسان
نئے سر سے کیا پھر عہد و پیمان

اوسیدم ہوکے قید غم سے آزاد
ملے باہم صنوبر اور شمشاد
خوشا وقتی و خورم روزگاری
کہ یارے برخوردار وصل یارے

برافروزد چراغ آشنائی
رہائی یا بدازداغ جدائی
غرض اوسوقت سے نل رات تک خوب
رہا پردے مین بس ہمدوش محبوب

ہوا جسدم گریبان سحر چاک
پھر ابھر روشنی سے دامن خاک
نکل پردے سے نل صحن سرا مین
فراغت ساتھ خوش بیٹھا ہوا مین

نکال اوس سانپ کی کیچلی کو فی الحال
گیا پھر رنگ سیہ آگ مین ڈال
اوٹھی یعنی جب اوس سے ہر طرف بو
بلایا اوس بلا کو پڑھکے جادو

فقط گذرا تھا اکدم یا کہ کچھ کم
کہ آ پہونچا وہان وہ آتشین دم
سیاہی ہر گئی سب کھینچ تن سے
کہا اب دی جلا اوس پیرہن سے

کہا جون نل نے اسکو زیب بالا
ہوئی تاب اور چہرے کی دوبالا
سراپا پیرہن سے آگیا نور
سیاہی اوڑ گئی مانند کافور

بنا تھا پہلے جو ہمشکل زنگی
ہوا گورا بدن مثل فرنگی
یہ سن ارباب عیش آئے دوان سب
ہوئی سب رقص مین پیر و جوان سب

لگے مردنگ سے گالین اوٹھانی
نئے ڈھب سے بجائی شادیانے
طنبور دلنے عجب نغمت بجائی
کہ عالم نے خوشی سر نو سی پائی

دلونسے اک قلم جاتا رہا سوز
خوشی پیدا ہوئی گویا اوسی روز

جہان بیٹھا تھا نل گردن جھکالی
گیا غیرت سے وان منہ کو چھپائی

تری خاطر بقدر شہریاری
ہوئی مجھسے نہ کچھ خدمتگزاری

کہا نل نے کہ بس اے بحر احسان
فدا قدمون پہ ہی یہ گوہر جان

مری اوسوقت مین کی غمگساری
کہ عالم سے نتھی کچھ چشم یاری

اگر ہر موے من گردد زبانے
زتو رانم بہ ہر یک داستانی

اسی صورتسے دونو کرکے تقریر
ہوئے آپسمین آخر شکر و شیر

کبھی سب چاندنیکے فرش بچھوا
شب مہتاب مین کرتے تماشا

غرض دونو اسیصورتسے دنرات
بسر کرتے خوشی سے اپنی اوقات

وہان آراستہ کر خوب محفل
پریرویونسے بہلانے لگا دل

بندھا جو نغمۂ شیرین کا بس تار
ہوئے اوڑنیسے ہر اک مرغ ناچار

ہوا بھی دیکھ اوس محفل کا عالم
یکایک گرگئی چلنے سے ادھم

شراب حسن سے تھین بسکہ مخمور
ہزارون شیشۂ دل کردیے چور

کبھی چہرے کو دامن سے چھپانا
کبھی منہ کھول کر پھر مسکرانا

کبھی زلفونکو مکھڑے پر جھلائین
سحر سے شام کو گویا ملائین

لچک دیتین کمر کو اس ادا سے
جھکے جون شاخ گل باد صبا سے

غضب تھا بیٹھنے کا ایک تو ناز
قیامت اور تھا اوٹھنے کا انداز

سماں یہ دیکھکر نل حسب معمول
ہوا پھر راسے باتونمین مشغول

جہانتک نرد کے چلنے کی تھی راہ
ہوا اسب اوس سے اک ساعت مین آگاہ

کیا دلمین بہت افسوس اوسدم
اوٹھائے بس جگر سے نالۂ غم

قضا سے جو کہ ہونی تھی ہوئی سو
اب اوسکی یاد مین دلگیر مت ہو

غرض اوسنے نہایت کرکے الفت
کیا اوجین کو بندر سے رخصت

خوشی سے ساقیا وہ صاف مے لا
نہ ہو جسمین ذرا آمیزش لا

یہان تک بڑھ گئے یہ حال سنکر
کیا جیب تحیر مین فرو سر

لگا کرنے نہایت عذر خواہی
کہا اے زینت دہ اورنگ شاہی

کدورت جو ہوئی میری خطا سے
صفا کر اوسے آب عطا سے

ہوا ہی آپکا احسان کیا کم
کہ جسکے بار سے ہی پشت جان خم

نہین کچھ مردمی مین آپکی شک
عنایت کی مجھے ہی چشم اب تک

نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

کبھی کرتے تھے باہم سیر دریا
کبھی کرتے تھے گلگشت چمن جا

کبھی محفل مین باہم ہو کے دمساز
سنا کرتے ہر اک باجو کی آواز

ہوا اک روز نل کچھ شہر سے تنگ
کیا صحرا کا آباد لیے آہنگ

تیونے دھوم کچھ ایسی مچائی
خوشی جسکے تماشے کو خود آئی

اوٹھی جو چنگ سے آواز معقول
گئی سب آہوونکی چوکڑی بھول

لیا بس بولیونے رقص سے دل
کیا تیغ ادا سے سبکو بسمل

کبھی جو مارتین پیرونسے ٹھوکر
اوٹھاتی تھین قیامت ہر قدم پر

کبھی آنکھونسے کرنا یون اشارے
کہ غش کھاتے تھے سب ہستی کے پیارے

کبھی سینے تلک لاتی تھین جب ہاتھ
ملین تھے دیکھا اوسوقت یہ ہاتھ

کبھی مثل کمان قد خم بنانا
کبھی جون تیر اوسکو راست لانا

نہ حرکت تھی غضب تھا ونسے ہربار
اوٹھی تھی ست نگولونکی جھنکار

غرض ہر رنگ سے وہ نکتہ پرور
نہایت کھیلتا تھا خوب چوسر

لیا یارا نے چوسر کا جب پھیر
لیا فوج الم نے نل کو پھر گھیر

دمن کی یاد نے اس حال مین آ
کہا افسوس سے ہوتا ہی اب کیا

لیا نے فوج لشکر ساتھ لیکر
کرے اوجین کو سرنوسے پھر سر

جو تھا درکار اسباب تجمل
دیا سب گھر سے اپنے بے تامل

گئی گردش کے دن نل رگ گند اب
ہوا ہی آسمان پھر مہربان اب

جنبش موکب نل از شہر دمن تخت گاہ و

جہانین صبحدم خورشید روشن
ہوا جب آسمانسے سایہ افگن

صبا کو پھر ہوائے باغ آئی
خوشی سے بلبلون نے دھوم اوٹھائی

وہانسے ساتھ لیکر نل دمن کو
کہون اوسدم کا کیا مین شوکت جاہ
زمین پر جھومتے ہاتھی چلے یون
ہزارون اسپ تازی برق رفتار
سوارونکی پری جاتی تھے یون تند
غرض اس شان سے اوجین مین جا
سلامی کے لیئے ہر خاص ہر عام
عجب نرمی سے کرتا سخت نیرنگ
ستم جو کچھ کہ گذرا میرے اوپر
اگرچہ آسمان کرتا ہے سب کام
مجھے گذرے ہوی کا کچھ نہین غم
اوسی صورت سے پھر بھی مجھسے لیجا
ہست اپنی طرف سے دیکے ترغیب
گئی بھول اوسکی سب نیرنگ سازی
جو تھا قبضے مین اوسکے ملک اور مال
ہوئی پیدا نہایت فکر جی کی
ذرا اپنی اصالت پر نظر کر
اوٹھا دی اسکے آگے قدر میری
مگر اب چھوڑ دے یہ بد طریقہ
غرض کریون نصیحت اور شکایت
قدم کو کھینچکر راہ وفا سے
اوٹھایا تھا جنھون نے ظلم سے سر

بگردش قرعہ اقبال نقد باختہ از حریف کجباز کر فتن و یا و رنگ دولت بہ پیرایہ اقبال آراستن

جنھون نے ہوگئے پائے صبا کند
کیا ہر اک کو پھر محکوم اپنا
ہوے اکبارگی گھر سے سبک گام
بظاہر موم اور باطن مین تھا سنگ
نہین کچھ غم ہے اسکا ای برادر
مگر اک کو کیا کرتا ہے بدنام
کہ زر آگے سے اب بھی کچھ نہین کم
دیا اسباب میرا مجکو دیجا
کیا جشن طرب کو جلد ترتیب
کئی ہار او ہین اک نگ بازی
کیا قابو مین اپنے نل فی الحال
کہ کیا ہوگی سزا میری بدی کی
کہ کس دریا کا ہے تو پاک گوہر
کہون پھر بھی نہین تقصیر تیری
کہ بخشا ہے تجھے حق نے سلیقہ
کیا پھر اوسکو منظور عنایت
لیا رخصت اوسے صلح و صفا سے
لگے نل خاک مین پامال ہوکر

صدا اوٹھتی تھی نقارونکی جسدم
رہے تھے ظلم سے جو سر اوٹھائی
گیا نل رفتہ رفتہ آخر ش ان
کہا اوسنے بلا کر کاے وفادار
کہ تھی میری اسی صورت سے تقدیر
تری خاطر مین لایا ہون بہت مال
اگر رکھتا ہون خواہش دلمین اسطور
کہا اوسنے کہ اس سے کیا ہے بہتر
اوسی محفل مین چوسر کو بچھا کر
کیا دشمن کو ایسا کھیل سے تنگ
ہوا بیدست و پا جسوقت دشمن
ہراسان دیکھکر آخر اوسے نل
جو کی ہمراہ میرے بے ادائی
کہ کیا تو نے کیا اپنی رضا سے
بھلائے یا دین جو تجکو نیرنگ
جو تھا پاک اوسکے آگے ملک و مال
ہوے تھے خانہ دل جو کہ برباد
پلا اک اور ساقی ساغر نل

چلا محظوظ پھر اپنے وطن کو
لیکر لشکر سے دریا ایک ہمراہ
پہاڑون سے اونڈتی ہو گھٹا جون
سواری کے جلو مین تھے نمودار
عدو ہیبت سے ہو جاتی تھے بیدم
شنا بان راہ مین ملنے کو آئے
جہان تھا وہ برادر دشمن جان
رہین اب صلح سے ہم تم بہم یار
کسیکی کچھ نہین اسمین ہے تقصیر
اوسے بھی حرص کر اب لیکے خوشحال
کہ آگے لے گیا ہے مال جسطور
چلو کھیلین خوشی سے ملکے چوسر
لگے پھر کھیلنے بازی لگا کر
کہ یکسان کر دیا سب نگ میں رنگ
لگا اک کانپ اوٹھا دہشت سے سب تن
لگا کہنے کہ کیون ہوتا ہے بیکل
ملی تجکو جہان مین کیا بھلائی
ہوئین باتین یہ سب حکم خدا سے
رہے اب جیسے الفت مین یکرنگ
دیا اسکے حوالے تخت فی الحال
کیا ہر ایک کو شفقت سے آباد
مگر اب دور آخر مین تامل

افسردن گلبرگ حیات نل و دمن از دست خزان اجل و نہفتہ زار شدن گلستان روزگار:-

چلی گلشن مین جب باد خزانی
گیا بلبل کا لطف زندگانی
ہوئی جور خزانی پر با و حرص
درختون کو کیا عریان سراسر

کیا غارت چمن کے کاروان کو
گئے گلزار سے سب لالہ و گل
گلونکے جو ورق تھے بوستان مین
چلی جو بزم پر بادِ پریشان
زبس اتر پڑا تھا سر بسر باغ
سمجھکر دہر کا آغاز و انجام
کہا رو رو کے اے لخت جگر اب
جہان آخر کو ہو جاویگا برباد
کہین اسطور کی باتین جو غمناک
پریشان شکل سنبل سان بنائے
ابھی مت چھوڑ تو الفت ہماری
کہا یون جانکنی مین ٹل ذرا دم
بھلا اب رویئے تقدیر پر کب
لکھے ہین حرف جو لوح جبین پر
یہ کہکر تخت سے پھر خاک پر آ
اگر میری نصیحت یاد رکھنا
رکھے کوتاہ ہاتھونکو ستم سے
غرض اسطور سے سمجھا کے اوسکو
کیا عشق حقیقی نے زبس ہوش
اگر تھا کچھ اونھو تیر پوست باقی
کہ ہوتا ہون جدا اے ماہ تجھسے
کرون کسطور سے دنیا کا مین ماتم
مری خاطر الم کیا کیا اوٹھائی
بچھوڑا ہی شعر و رغبت بیان کی
نہین ہے یہ طریق آشنائی

ملایا خاک مین پھر گلستان کو
چمن سے اوڑ گئی گھبرا کے بلبل
ہوی وہ منتشر ساری جہا مین
ہوا پھر خشک بالکل سنبلستان
نظر آئے بجائے بلبلان زاغ
ہوا دنیا کی سب مطلب سے بیکام
تجھے مین سونپتا ہون مال و زر سب
کہ ہے پانی کے اوپر اسکی بنیاد
ہوئین بیٹی کی آنکھین غمسی نمناک
شتابان باغ مین سب ملکے آئے
کریگا کون تجھ بن غمگساری
عبث کرتے ہو ای یار و مرا غم
مٹے دھو نیسے نقش کالحجر کب
نہین کوئی مٹا سکتا ہی دھوکر
کیا بیٹے کو اوسپر رونق افزا
جہان کو عدل سی آباد رکھنا
بڑہا وی ہر گھڑی لیکن کرم سے
گیا دہ وہ بار دنیا سے سبک ہو
ہوئی خواب و خورش ویسے فراموش
کہ تھی اوسکو ہوائے دوست باقی
تعلق چھوڑتا ہون آہ تجھسے
پڑا ہی کام اب تقدیر کے ہاتھ
سنان غم سے لاکھون زخم کھائے
مجھے پروانگی دیکر اوس جہانکی
کہ مین کھینچا کرون بار جدائی

چمن یون ہو گئی بی لالہ و گل
گئی بالکل چمن کی آبیاری
گئی برباد خوبی نارون کی
اسی موسم مین نل اکدن قضا کا
خزان سے دیکھکر گلشن کو ویران
وہین بس تخت سے دلکو اوٹھایا
مجھے اب کچھ نہین باقی ہوس ہی
مبارک ہو تجھے یہ تاج و افسر
ہوئی جب یہ خبر ہر مرد و زنکو
کہا ای آفتاب برج اقبال
رہے راغب جہانسے کچھ دنون اور
کہ یہ دنیا نہین جای بقا ہے
کرون کیا دوستو اوسکی رضا کو
سبھون کو یہ خبر ہی تلخ ہر چند
دعا دی اسطرح سے کا ہی نکو تخت
نکرنا ظلم سے عالم کو تاراج
نہ بھولے چار دنکی چاندنی پر
نکل بستی سے اک جنگل مین جاکر
عبادت مین گئے کچھ دن گذر اب
بلا کر ایک دن آخر دسن کو
نہین کچھ چیز کی مجکو رہی چاہ
بہت کچھ تو نے غمخواری ہی کی
مین اب کچھ دیر مین چلتا ہون بیشک
کہا در و دسن نے کا ہو وفادار
جدا ہو پاس سے جب یار جانی

کہ جون محفل کی اندر شمع ہو گل
جھکا صرصر سے سرو جوئباری
ہوئی سب گرد وہ رونق چمن کی
گیا سیر چمن کو سمت گلزار
رہا نرگس کی صورت غم سے حیران
اوسی جا اپنے بیٹے کو بلایا
مرے نزدیک دنیا خار و خس ہی
کہ ہے زیبا نہین اب تیرے سر پر
کہ گھیرا ہی خزان نے اس چمن کو
رہے تو رونق آرای مہ و سال
نہ ہو عالم کا جسمین طور بیطور
فنا ہے ایکدن آخر فنا ہے
نہین روکے سپر تیر قضا کو
دلے میرے لئے ہے شربت قند
رہے تجکو مبارک تاج اور تخت
کہ ہے ہر دم اسی سے رونق تاج
کہ جاتے ہین نہین سب دن برابر
رہا بس خاک پر دھونی رما کر
نکل آئے بدن پر استخوان سب
کہا اس نا امید نے سخن کو
تری الفت بہت ہی توشہ راہ
جہا مین خوب دلداری مری کی
مناسب ہے اگر تو کچھ دنون تک
مجھے دیتا ہے کیون اس غم سے آزار
گوارا ہو گئی پھر زندگانی

مجھے خوش ہو ترے ہمراہ چلنا — کہ پیچھے سے پڑے گا ہاتھ ملنا
جو بھولی ہوں طریق دوستداری — کرونگی میں ادا اب رسم یاری
نہ ہو ظاہر میں گر تجھسے ملاقات — رہوں باطن میں لیکن پاس ہر رات
بڑھایا مرتبہ میرا یہانتک — کہ پہونچایا ہے اوج آسمانتک
گئی بس روح اوسکی سوے افلاک — رہا تنہا زمین پر قالب خاک
لگائے جو طمانچے غم سے رخ پر — بنفشہ ہوگیا سارا گل تر
کہا قمری کی صورت کرکے فریاد — ہوا یہ سرو قد کیون مجھسے آزاد
نہین کچھ خبر اسکا غم مجھے ہے — کہ چلنے کا ابھی تک غم مجھے ہی
منگا کر تیشہ خونخوار کو جلد — لگی کرنے قلم گلزار کو جلد
اور اوپر صندلی تختہ بچھائے — برابر اک قرینے سے جمائے
پڑی تھی لاش عاشق کی جہانپر — گئی ہنستی ہوئی آخر وہان پر
وہانسے پھر اوٹھیں تختہ پہ لاکر — لیا زانو پہ رکھ سر کو اوٹھاکر
اوٹھا اوس غم سے باہر شور محشر — چلے پیر و جوان سب حال سنکر
دمن کے دل مین جو تھی عشق کی لاگ — بدن مین خود بخود بس لگ گئی آگ

نہین تجھ بن گرانی کچھ کرونگی — مین اپنا بار اپنے سر دھرونگی
کہا تجھسے ہے دوری میری مشکل — کہ مدت سے گیا ہے دلسے دل مل
تری صورت نے محلہ دائی من بر — کیا عاشق ہی کو تسمین معنوی پر
یہ کہکر گلبدن نے ہاتھ ململ — لباس عمر سے عریان ہوا دل
دمن یہ دیکھکر بس رو اوٹھی زار — پریشان کر دئے زلفونکے سب تار
اوٹھی جو آہ کی گرمی جگر سے — ہوئی خشکی نمایان لعل تر سے
ہوئی یہ کج ادائی اسمان سے — جدا محجور رکھا جو کار وانسے
یون ہین کچھ دیر تک کر اضطرابی — گئی پھر باغ مین اپنے شتابی
جدا کر ڈالیان پھولونکی اکبار — کیا ہاتھونسے اپنے خوب انبار
پہن پھر زیور و پوشاک رنگین — چلی خندان وہ رشک لعبت چین
گلاب و عطر سے پھر لاش نہلا — دیا رنگین کفن پھر اوسکو پہنا
ستی ہونیکا جو ہوتا ہے دستور — کیا اک اک بجا غم دل سے کر دور
ملین چارونطرف رو رو کے سب ہاتھ — کہ کیون یہ شمع جلتی ہے یہیات
لگی جلنے برنگ شمع کافور — دیکھایا مہر کا ہر ایک کو نور

زبس اوس سیمتن کو عشق تھا پاک — صنم کے ساتھ جلکر ہو گئی خاک
پلا ساقی شراب سرخ معقول — کہ دل جاے خوشی سے مثل گل پھول
کرو نہین شکر خالق کا ادا اب — ہوا جو سب درست آغاز و انجام
ہوئی جب مثنوی تیار یکسر — ہوے اس مثنوی کو سنکے جو شاد
عنایت کر او سیدم غور مین آ — کہا یہ داستان ہے راحت افزا
پڑھے اس مثنوی کو شوق سے جو — رہے یہ داستان عالم مین مشہور
کسیدن ساقیا وہ مے پلا دے — ہو ہین گنتی مین سولہ سے چھپر
١٢٧٥

در اختتام کتاب گوید

عدم سے جسنے کی خلقت عیان سب — کیا ہے اب یہ اوسکی فضل نے کام
بندھا تاریخ کا دل مین تصور — مرے ہین ایک مشفق کالی پرشاد

تاریخ

خدا یا رکھ ہمیشہ شاد اوسکو — فلک پر جب تلک ہے مہر کا نور
کہ پیچھے سے غماری پھر نہ لاوے — اگنی مینے جو بتین کہکے یکسر

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مطبوع زمن مثنوی نلدمن اردو نظم مطبع عالیجناب منشی نولکشور صاحب سی آئی ای واقع شہر کانپور
ماہ دسمبر ۱۸۹۹ع مین آٹھوین مرتبہ چھپکر شائع ہوئی